رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ

سالانہ .... ے

ششماہی .... ے

سہ ماہی .... ے

شرح چندہ

سالانہ .... ے

ششماہی .... ے

سہ ماہی .... ے

قیمت فی پرچہ (۲)

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد ۴	۴ آبان ۱۳۵۳ ف	۲۰ رمضان ۱۳۶۳ھ	۹ ستمبر ۱۹۴۴ء شنبہ	نمبر ۲۲

یورپ میں توازن قوت قائم کرنے کی کوشش

متحدین کے مقاصد امن؟

جنگ کے مختلف محاذوں پر متحدین کو جو کامیابی ہو رہی ہے اس سے یہ امید بندھ رہی ہے کہ اقوام متحدہ جرمنی کے خلاف بالآخر فتح یاب ہوں گی۔ اقوام متحدہ میں یہ باور کیا جا رہا ہے کہ فتح نہ صرف یقینی ہے بلکہ توقع سے بہت جلد حاصل ہوگی۔ تاہم جرمنی کی مکمل شکست کی تاریخ کے متعلق سرکاری حلقوں میں بہت احتیاط برتی جا رہی ہے۔ پریسیڈنٹ روزویلٹ نے حال ہی میں کہا ہے کہ وہ اس امر کی پیشین گوئی نہیں کر سکتے کہ یورپ میں یا مشرق بعید میں جنگ کب ختم ہوگی لیکن بعض انگریز والے کہتے ہیں کہ قرائن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ختم سال سے پہلے جرمنی کو شکست ہوگی۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ اسی سال ہٹلر کو شکست ہو جائے اگر جرمن فوجیں متحدین اور روس کی پیش قدمی کو نہ روک سکیں۔

اب جبکہ جرمنی کے سرحدوں کے اندر متحدین کے پیش قدمی میں کچھ ہے … روس کی فوجیں مشرقی پروشیا کی سرحد پر … جرمنی کی تباہ جنگ سے متعلق فوجی مبصرین مختلف قیاس آرائیاں کر رہے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ جرمنی کا پیمانہ … کی قطعی علامت ہے۔ بعض سمجھتے ہیں کہ ہٹلر اپنے … دماغ کو منتشر کر رہا ہے تاکہ جرمنی کی سرحد پر … مدافعت کر سکے۔ بعض حلقوں میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جرمنی اپنی سرحدوں پر زبردست مدافعت کرے گی … بہرحال یہ امر واضح ہوتا جا رہا ہے کہ متحدین اور روس کو جرمنی میں داخل ہونے کے لئے جم کر لڑنا پڑے گا تاکہ جرمنی غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ جب تک کوئی ایک فریق مکمل فتح حاصل نہ کرے یورپ میں جنگ ختم نہ ہوگی۔ اور آج جنگ کی جو صورت حال ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کامیابی کے مواقع متحدین اور روس کو حاصل ہیں۔ لیکن کیا متحدین ہٹلر کا قلع قمع کر کے یورپ میں امن قائم کر سکیں گے۔

حال ہی میں واٹیکن کے اخبار میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں جنگ کو فوراً موقوف کرنے کی اپیل کی گئی تھی اور وجہ یہ بتائی گئی تھی کہ جنگ کے جاری رہنے سے قبیح نتائج مترتب ہوں گے۔ یہ مضمون ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ آج پوپ ہی کی شخصیت ایسی ہے جو دونوں فریقین سے اپیل کر سکتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس فضا نے یہ شعور کیوں پیدا کیا کہ جنگ کا جاری رہنا مفید نہیں؟

ظاہر ہے کہ پوپ اُن مقاصد سے ناواقف نہ ہوں گے جن کے لئے جنگ لڑی جا رہی ہے اور وہ یورپ کی موجودہ فوجی صورت حال سے بے خبر ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ پوپ نازیت یا فاسطیت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ ان تحریکات کو … کی تائید کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ اگرچہ یورپ میں ان کے مقابلہ کی قوت نہیں پس ظاہر ہے سو اس اپیل سے پوپ کا منشا نازیت یا فاسطیت کو برقرار رکھنا نہیں ہے بلکہ وہ یہ ہیں … اس سوال پر بھی پہنچتے ہیں کہ متحدہ ممالک اپنے مقاصد حاصل کرتے ہی جنگ موقوف ہو جاتی ہے۔

اس سے قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا متحدین اور روس نے اپنے مقاصد حاصل کر لئے اور کیا اب وہ جنگ موقوف کر سکتے ہیں؟ بظاہر یہ اپیل بے معنے معلوم ہوتی ہے جبکہ جرمنی نے اپنی شکست تسلیم نہیں کی اور صلح کی خواہش ظاہر نہیں کی۔ ایسی صورت میں جبکہ جرمنی کی فوجی مشین سامنے موجود ہو متحدین جنگ کس طرح موقوف کر سکتے ہیں کیا وہ اپنے مقاصد پر پہنچ گئے ہیں؟

لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ اپیل ایک مقصد کے تحت کی گئی ہے اور اس کے پیچھے یورپ کے مستقبل کا سیاسی تصور کار فرما ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے پہلے متحدین کے مقاصد جنگ پر ایک نظر ڈالی جائے۔ یہ مقاصد دو ہیں ——

نازی تسلط سے یورپ کی نجات اور آئندہ امن کا قیام۔ یورپ کو نجات دلانے کے معنے یہ نہیں کہ نازی تسلط کا قلع قمع کیا جائے بلکہ اس کے معنے یہ بھی ہیں کہ آزاد ممالک کو قومی آزادی بھی حاصل ہو۔ اس اصول کو … کانفرنس نے قبول کر لیا ہے۔ یورپ کے چھوٹے ممالک کو اطمینان دلایا گیا کہ نہ تو برطانیہ اور امریکہ اور روس ان پر کسی قسم کا تسلط قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس اعلان کو ان تمام ممالک نے گرمجوشی سے خیر مقدم کیا جن پر ہٹلر کا تسلط قائم ہو گیا تھا۔ لیکن جب جنگ کی صورت حال روس کے موافق ہو گئی اور سرخ فوج پولینڈ میں داخل ہو گئی پولینڈ سے متعلق ایک پیچیدہ صورت حال پیدا ہو گئی۔ روس نے کرزن لائن تک پولینڈ کے علاقہ پر اپنے حق کا مطالبہ کیا۔ اس سلسلہ میں مسئلہ اور زیادہ پیچیدہ ہو گیا۔

اب یہ سوال مسئلہ عام پر آگیا کہ سوویٹ روس کا اثر یورپ میں بڑھتا جا رہا ہے۔ … سفیر روس متعینہ … کے ذریعہ یورپ سے سوویٹ … کے میثاق کی خواہش کی۔ یہ ایک تعجب خیز

بقیہ سلسلہ صفحہ (۹)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۴	۴ آبان ۵۵ف	نمبر ۲۲

نواب صدر اعظم بہادر کا امید افزا اعلان

جلسہ یادگار تخت نشینی کی صدارت کرتے ہوئے جو انجمن پیشوایان مذاہب کے زیر اہتمام منعقد ہوا تھا، نواب صدر اعظم بہادر نے اپنے خطبہ صدارت میں دور عثمانی کے فیوض اور برکات اور اس کی امتیازی خصوصیات پر نہایت جامع الفاظ میں روشنی ڈالی اور حیدرآباد کے مستقبل سے متعلق یہ ارشاد فرمایا کہ:-

"اپنے ۳۳ سال کے دور حکمرانی میں پیر و مرشد نے اپنی عزیز رعایا کی فلاح و بہبود اور اپنی مملکت کے استحکام و ترقی کے لئے جو تدابیر اختیار فرمائے اور جن بنیادوں پر رعایا اور ملک کی رہنمائی فرمائی اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم آج کے دن ایک ایسے حیدرآباد میں اپنے آپ کو پاتے ہیں جس کی سیاسی، معاشی اور تمدنی اہمیت عیاں ہے اور جس کا مستقبل اسی شاہانہ رہبری کے طفیل سے انشاء اللہ اس سے کہیں زیادہ شاندار ثابت ہوگا چنانچہ زمانہ مابعد جنگ کے لئے جو تجاویز اس وقت حکومت سرکار عالی کے زیر غور ہیں اور جو آئندہ حضرت اقدس کے زیر ہدایت عملی جامہ پہن کر رعایائے سرکار عالی کے لئے مزید برکات کا باعث ہوں گے وہ ایک ایسے وسیع تصور اور لائحہ عمل پر مبنی ہیں جو رعایا کی زندگی کے ہر شعبہ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ہم نے اس کام میں سرکاری و غیر سرکاری اشخاص کو بھی اپنے ساتھ شریک رکھا ہے۔"

یاد ہوگا کہ تنظیم و ترقی مابعد جنگ سے متعلق مختلف خاکے تیار کرنے اور دوران جنگ میں جو نو خیز صنعتیں وجود میں آئی ہیں ان کی حفاظت اور ترقی کی تدابیر پر غور کرنے کے لئے حکومت سرکار عالی کی جانب سے ایک مجلس کا قیام عمل میں آیا تھا جس کے تحت سرکاری اور غیر سرکاری ارکان پر مشتمل مندرجہ ذیل کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں:-

(۱) آبپاشی و قوت محرکہ
(۲) عام صنعتیں
(۳) دیہی، گھریلو اور دیگر چھوٹے پیمانے کی صنعتیں
(۴) سوتی پارچہ جات، اون، تیل، برقی صنعتیں اور معدنی وسائل
(۵) ذرائع رسل و رسائل
(۶) کیمیاتی اور صنعتی تحقیق
(۷) تعلیم (بالخصوص فنی تعلیم، بشمول اساتذہ)
(۸) صنعتوں کے لئے عملہ کی تربیت
(۹) دیہی تنظیم
(۱۰) قوت انسانی
(۱۱) صحت عامہ
(۱۲) مالیات، زر، بنک کاری، مبادلہ اور تجارت

نواب صدر اعظم بہادر کے خطبہ صدارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض کمیٹیوں نے اپنے خاکے تیار کر لئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اعلان فرمایا ہے کہ صنعتی تعلیم سے متعلق جو اہم تجاویز متعلقہ کمیٹیوں نے پیش کی ہیں وہ بتدریج ترقی میں روبہ عمل لائی جائیں گی۔ صنعتی تعلیم کا لائحہ عمل چودہ سال پر مشتمل ہے۔

عام تعلیم کی توسیع سے متعلق بھی ایک چودہ سالہ لائحہ عمل مرتب ہو چکا ہے۔ اس لائحہ عمل کو نافذ کرنے کے لئے جو رقم گزشتہ بجٹ کے موازنہ میں شریک کی گئی تھی وہ بہت ناکافی پائی گئی اور دوسری دشواری پیش آرہی ہے کہ موزوں اور تربیت یافتہ اساتذہ کافی تعداد میں دستیاب نہیں ہوئے۔ چنانچہ اس دشواری پر قابو پانے کے لئے اولاً اساتذہ کی فراہمی اور تربیت کا انتظام کیا جائے گا۔ عام تعلیم کی توسیع کا دوسرا لائحہ عمل بھی ۱۳۵۵ف سے نافذ ہوگا۔ اضلاع میں کتب خانوں کا قیام، اساتذہ کی تربیت، ثانوی تعلیم کی توسیع، تعلیم بالغان، اور دفاتر کی تنظیم بھی اس لائحہ عمل میں شامل ہیں۔

تیسرا لائحہ عمل صحت عامہ سے متعلق ہے۔ اس کی توضیح کرتے ہوئے نواب صدر اعظم بہادر نے فرمایا کہ:-

"ظاہر ہے کہ علاج و معالجہ کے بہترین انتظامات کے باوجود ملک کی شرح اموات میں اس وقت تک کمی نہ ہوگی جب تک کہ بیماریوں اور وباؤں کے انسداد کی تدابیر کا انتظام صرف شہروں ہی میں نہیں بلکہ دیہات میں بھی نہ کیا جائے۔ ہمارے تجاویز کے بموجب آئندہ سے طبی عہدہ داروں کے بجائے انسدادی طبیبوں کا تقرر عمل میں آیا کرے گا جو اپنے اپنے متعلقہ علاقوں میں امراض کے خلاف احتیاطی تدابیر روبہ عمل لاسکیں گے۔ کام کی وسعت کا اندازہ آپ کو اس امر سے ہوگا کہ ممالک محروسہ میں (۲۲) ہزار مواضعات ہیں جن میں سے اگر ان گاؤں کو خارج بھی کر دیا جائے جن کی آبادی (۲۰۰) سے بڑھ کر نہیں ہے تو بھی تقریباً (۱۶) ہزار مواضعات رہ جاتے ہیں اور ان میں سے اگر صحت عامہ کی غرض کے لئے ہر دس گاؤں کو ایک وحدت بھی قرار دیا جائے تو کم از کم (۱۶) سو وحدتیں قائم ہوں گی۔ طب انگریزی و یونانی و آیورویدک و ہومیوپیتھک کے مختلف دواخانوں اور شفاخانوں کے علاوہ خصوصی دواخانوں کا قیام بھی اسی لائحہ عمل کا ایک جز ہے جس میں خاص طور سے ایسے امراض کا خیال رکھا گیا ہے جیسے دق، سل، اور امراض خبیثہ۔ اور اسی طرح بچوں اور عورتوں کی شرح اموات کا لحاظ کرتے ہوئے زچگی خانوں اور بچوں کے علاج معالجہ کے مراکز کا قیام بھی زیر غور ہے۔ جو تجاویز زیر غور ہیں ان سے دیہی آبادی ہی بیشتر مستفید ہوگی اور اسی طرح ان طبقات کا لحاظ ان تجاویز کی خصوصیات میں داخل ہے جو اس ریاست کے جزو اعظم ہیں۔"

توسیع تعلیم اور صحت عامہ کا تعلق براہ راست عوام سے ہے جب تک کسی ملک کے عوام صحت مند نہ ہوں اور ان میں علم کی روشنی نہ پھیلے اس وقت تک وہ ملک زندگی کے دیگر شعبوں میں ترقی نہیں کر سکتا۔ خوشی کی بات ہے کہ حکومت سرکار عالی نے سب سے پہلے انہی دو شعبوں کی جانب اپنی توجہ مرکوز کی ہے اور اس سلسلہ میں جو تجاویز مرتب کی گئی ہیں ان میں دیہی آبادی کے فلاح و بہبود کا بطور خاص

کی نذر کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے عام طور پر تشویش ہے۔

صحت عامہ اور توسیع تعلیم کے علاوہ صنعت و حرفت، زراعت، آبپاشی، رسل و رسائل، رفاہ عامہ وغیرہ سے متعلق جو تجاویز روبہ عمل لائی جائیں گی ان کے مصارف کا اندازہ تقریباً دو سو کروڑ روپے کیا گیا ہے۔ اس کثیر رقم کی فراہمی کے لئے زائد آمدنی میں اضافہ کرنا پڑے گا۔ چنانچہ جب حضور نظام نے اپنے خاص منصوبے پر عمل پیرا ہونے کا فیصلہ کیا ہے تو مملکت کے ہر طبقہ کو اپنی اپنی حد تک ضرورت کے مطابق اور ریاست کی ترقی کے لئے ٹیکس کی شکل میں تعاون کرنا پڑے گا بلکہ قربانی اور ایثار پر بھی تیار ہونا پڑے گا۔

ہمارے خیال میں زائد آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے حکومت سرکار عالی کو محصول آمدنی کے موجودہ طریقوں پر نظر ثانی کرنی پڑے گی اور راست محصول آمدنی جیسے انکم ٹیکس وغیرہ کے طریقے اختیار کرنے پڑیں گے۔ یہ ایک افسوسناک واقعہ ہے کہ ہمارے خوشحال اور سرمایہ دار طبقے نظم و نسق کے فوائد سے متمتع ہوتے ہیں مگر نظم و نسق کے مصارف کا بار خود اٹھانا نہیں چاہتے بلکہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ محاصل کا بار ہمیشہ متوسط اور غریب طبقوں پر عائد رہے۔ کچھ عرصہ سے ہمارے سرمایہ دار طبقے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے یہ شور مچا رہے ہیں کہ جدید محاصل کا نفاذ ملک کے لئے مضر ہوگا۔ مگر اب زمانہ بدلتا جا رہا ہے، عوام میں سیاسی شعور پیدا ہو رہا ہے اور وہ سرمایہ داروں کی فریب کاریوں کو سمجھنے لگے ہیں۔ لہٰذا ہمارا یہ کہنا مبالغہ پر مبنی نہ ہوگا کہ مفادات حاصلہ کی یہ کوششیں کہ محاصل کے بارے محفوظ رہیں اور انکم ٹیکس وغیرہ کے نفاذ کی مزاحمت کریں زیادہ عرصہ تک کامیاب نہیں ہو سکتیں۔

آخر میں ہم پھر ایک مرتبہ اس رائے کو دہرانا ضروری سمجھتے ہیں کہ تنظیم ابعد جنگ سے متعلق جو تجاویز پیش نظر اور زیر غور ہیں ان کے متعلق ضروری تفصیلات شائع فرمادی جائیں تاکہ ان کی نسبت رائے عامہ ظاہر ہو سکے۔

ہندوستان کا موجودہ سیاسی تعطل

مسٹر ایڈورڈ تھامسن کا مضمون

لندن ۱۰ ستمبر۔ ہندوستانی معاملات کے مشہور ماہر مسٹر ایڈورڈ تھامسن نے اسپکٹیٹر میں ہندوستان کے موجودہ سیاسی تعطل پر ایک مضمون لکھا ہے جس میں انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ کرپس تجاویز نے پاکستان

کے لئے منصفانہ شرائط پیش کی تھیں گاندھی جی کی طرف سے مسٹر جناح کے مطالبہ پاکستان کو قبول کرنے کے بارے میں مسٹر تھامسن لکھتے ہیں "جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے سوائے اس صورت کے جس میں پروپیگنڈے کے تحت کوئی بھی وطن تسلیم کر لیا جائے ایسی کوئی جیرت ناک بات آج تک میرے علم میں نہیں آئی۔ باشندگان پنجاب جن کی حکومت مسلمانوں ہندوؤں اور سکھوں کی ایک مخلوط حکومت ہے اور جو بہر حال چل رہی ہے یقیناً اپنی قسمت کا فیصلہ خود کر سکتے ہیں۔ جہاں تک بنگال کا تعلق ہے یہ سچ ہے کہ وہاں ایک چھوٹی سی مسلم اکثریت ہے لیکن بنگالی قوم کی روایات اور ثقافت کی ساری بنیاد زیادہ تر ہندوستان کی ہے مسلمانان بنگال ہندو تہواروں میں شریک ہوتے ہیں۔ مسلمان شعراء ہندو دیوتاؤں پر نظمیں لکھتے ہیں اور سالہا سال سے ادبی تعلقوں اور مذہبی تحریکات سے علم آشنا بہ شکل ظاہر ہوتے ہیں۔ جامعہ کلکتہ سے تقریباً تمام اتفاقات ہندوؤں کے ہیں۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ بنگال کے بہادر عہدہ داران اضلاع اس امر کے متعلق کیا خیال کرتے ہیں کہ ہندوستان کے سب سے زیادہ قومی شعور رکھنے والے باشندوں پر ایسے دو بیرونی اشخاص کے تحت مجوزہ پاکستان عائد کیا جائے جو خواہ کتنے ہی ممتاز ہوں لیکن وہ بنگال کے متعلق کچھ زیادہ نہیں جانتے ہم ہندوستان میں اس سے زیادہ کوئی بری بات نہیں دیکھیں گے کہ ساری سیاسی ترقی کو ایک ایسے انتظام پر مبنی کر دیا جائے جو اگر عمل میں لایا گیا تو وہ ایک ناقابل نفرت "تیک" ہوگا۔ اور جس کا مذہب لکھا جائے گا اس کے عملی لائق نہ ہوگا۔

کرپس تجاویز نے پاکستان کے لئے منصفانہ شرائط پیش کی تھیں۔ (ک۔ پ)

حیدرآباد ڈیفنس کونسل کو چرچل کا جواب

حضور نظام کی امداد کا اعتراف و تشکریہ

نئی دہلی ۱۰ ستمبر۔ جاپان کے ساتھ مخاصمت کرنے سے برطانیہ کا جو ارادہ ہے اس کی بابت مسٹر چرچل نے حیدرآباد ڈیفنس کونسل کے اس پیام کے جواب میں کیا جو مزا مسلمان جنگ کے توسط سے ان کے نام روانہ کیا تھا۔ حیدرآباد ڈیفنس کونسل کے ارکین نے وائسرائے سے درخواست کی تھی کہ وہ ان کی طرف سے مسٹر چرچل کو تمام محاذوں پر اتحادی سرگرمیوں میں کامیابی پر مبارکباد دے دیں کیونکہ اس کی وجہ سے جاپان

ہو رہا ہے پیچھے کی طرف لوٹ گئی ہے اور ہندوستان کو اس خطرہ سے نجات مل گئی ہے جو اس کی شمالی سرحد پر پیدا ہو گیا تھا۔

مسٹر چرچل اس جواب میں حیدرآباد ڈیفنس کونسل کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگرچہ اتحادیوں کو بڑی بڑی کامیابیاں ہوئی ہیں اور ان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے لیکن ابھی ایک سخت لڑائی لڑنا باقی ہے اور وہ خصوصیت کے ساتھ ہمارے جاپانی دشمن سے جس کو ہندوستان سے نکال دیا ہے اور جس کے ساتھ حساب باقی کرنے کے لئے برطانیہ نے تہیہ کر لیا ہے۔

حضور نظام حیدرآباد نے اتحادی قوتوں کو جو مدد دی ہے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسٹر چرچل نے کہا ہے کہ

"ہز اگزالٹیڈ ہائینس اس جنگ کے دوران میں جو بیش قیمت روپیہ اور سامان جنگ سے فیاضانہ طور پر اتحادیوں کو دیتے رہے ہیں۔"

ان کے سپاہیوں نے ملایا اور مشرق وسطیٰ میں بہ کثرت خدمات انجام دی ہیں۔ اور اس ہوائی اسکواڈرن نے بھی جو "حیدرآباد" کے نام سے موسوم ہے شاندار ہوائی کارناموں میں حصہ لیا۔ (ا۔ پ)

مجلس عاملہ اتحاد ترقی کی قرارداد

حیدرآباد ۲۰ آبان۔ بتاریخ ۲۰ محرم منعقدہ جماعت اتحاد و ترقی کی مجلس عاملہ کا جو اجلاس بصدارت نواب میر اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر صدر جماعت منعقد ہوا تھا اس میں حسب ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

مجلس عاملہ جماعت اتحاد و ترقی کانگریس لیڈروں کی گفتگوئے مفاہمت کا دلی خیر مقدم کرتی ہے جو ہندوستان کے دو واجب الاحترام قائدین کے درمیان ہونے والی ہے۔ ہم شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ ملک کی ان بڑی جماعتوں کا اتحاد نہ صرف ملک کی خوشگوار فضا کے لئے بلکہ حصول آزادی کی مساعی کو تقویت دینے کے لئے اور بھی ضروری ہے۔ ہم کو یقین ہے کہ ہر محب وطن اس گفتگوئے مفاہمت کی کامیابی کے اپنے ذرائع کے مطابق ممکن کوشش کرے گا۔ اور بہ لحاظ مذہب و ملت اس کے کامیاب انجام کے لئے دعا کرے گا جماعت اتحاد و ترقی اپنی بہترین تمنائیں اور توقعات اس گفتگوئے مفاہمت کے ساتھ وابستہ کرتی ہے اس قرارداد کی نقل بہ اور ہر دو حضرات یعنی جناب گاندھی جی۔ قائد اعظم اور راہبری کی خدمت میں بھی روانہ کی گئی ہے۔

دورانِ جنگ میں حیدرآباد کی صنعتی کوشش

لڑائی شروع ہوتے ہی حکومت سرکار عالی نے ریاست کے اہم صنعتی اداروں کو جنگی اساس پر لانے اور ان کے کاموں میں مسلسل اضافہ کرنے کے لئے ایک اسکیم منظور کی۔ ان صنعتی اداروں میں ہنرمند مزدوروں کی ایک خاصی تعداد کام کرتی ہے۔ یہ کام کرنے والے ریاست کے ان مختلف مقامات سے جہاں صنعتی تربیت کی اسکیموں کے مطابق کام ہوتا ہے فراہم کئے گئے ہیں۔ موجودہ صنعتوں کی توسیع اور نئی صنعتوں کے قیام کے امکانات معلوم کرنے کے لئے رسد کی ایک مشاورتی کمیٹی جس میں کاروباری لوگوں کے نمائندے شامل ہیں، قائم کی گئی اور صدر المہام تجارت و حرفت کا ایک مشیر مقرر کیا گیا۔ ان انتظامات کے ذریعہ خانگی صنعتوں کی ہمت افزائی کے طریقے بھی معلوم کئے جا رہے ہیں۔ رسد کی مشاورتی کمیٹی نے جنگی ضروریات کی تکمیل کے لئے کئی خانگی اداروں سے ربط قائم کیا ہے جس کے نتیجے کے طور پر بہت سی چیزیں مثلاً کمل سوتی کپڑے، پٹیاں، بانس، خیمے کا کپڑا، خیمہ، کمبل، ٹوپیاں، لباس، بٹن، خیمے، خیموں کے بانس، انجنوں میں رنگنے کے تیل وغیرہ بڑی مقداروں میں فراہم کئے جا رہے ہیں۔

پارچہ بافی اور دوسری مصنوعات

ممالک محروسہ سرکار عالی کی کپڑے کی گرنیوں نے لڑائی کے شروع سے ختم مارچ ۱۹۴۳ء تک مختلف قسم کے دو کروڑ اسی لاکھ گز کپڑا فوجی ضروریات میں استعمال کے لئے تین لاکھ چھیانوے ہزار سات سو چھتیس چادریں اور دوسری چیزیں بڑی تعداد میں تیار کی ہیں۔

دستی پارچہ بافی اور دوسری گھریلو صنعتوں کی دوبارہ تنظیم کے لئے پارچہ بافی کا ایک افسر مقرر کیا گیا ہے اور جنگی مسائل کے لئے جو کپڑے درکار ہیں ان کی تیاری کی ہمت افزائی کے لئے پندرہ ہزار روپے کی ایک رقم فراہم کی گئی ہے۔

فوجی لباس تیار کرنے والا آیا کارخانہ فوجی لباس کی ایک کروڑ چالیس لاکھ تیس ہزار مختلف چیزیں جن کی مجموعی قیمت آٹھ کروڑ ترپن لاکھ روپے ہے فراہم کر چکا ہے۔ حکومت نے اکانوے ہزار سات سو اٹھاسی مکمل خیموں کی فراہمی کے انتظامات کئے ہیں۔ جن کی قیمت ترپن لاکھ اکیس ہزار روپے ہے۔ ان کے سوا پچیس ہزار سات سو بائیس خیمے بھی فراہم کئے گئے ہیں۔

نظام آرڈیننس فیکٹری نے حکومت ہند کے لئے دو لاکھ نواسی ہزار نو سو چھیاسی گھٹکے دار بڑے چاقو تیار کئے ہیں۔ اس کارخانے نے میز پر استعمال کی اسی ہزار چھری کانٹے یا چاقو بھی فراہم کئے ہیں۔ تعلیمی دار لوہے کے بٹن بنانے والے دو کارخانوں نے تین لاکھ گروس بٹن اور دو لاکھ گروس چھلے فراہم کئے ہیں۔ اس کے سوا ۲، ۵، ۱۰ ہنڈرڈ ویٹ رنگ اور سو کروڑ ترپن لاکھ سگریٹ بھی فراہم کئے گئے ہیں۔

صنعتی کارپوریشن۔ جنگی رسدوں کے لئے ایلیمنٹری کردہ کانفرنس کے اجلاسوں کے بعد جو بات چیت ہوئی اس کے نتیجے کے طور پر حکومت سرکار عالی نے ممالک محروسہ میں کیمیاوی مرکبات، شیشہ کی چادریں، کانچ کے برتن، گلوکوز، نشاستے اور سمینٹ کی تیاری کے لئے ایک صنعتی کارپوریشن کے قیام کی تجویز منظور کی۔ حکومت نے پچاس لاکھ روپے کی حد تک کارپوریشن کے مجوزہ سرمائے کی ضمانت رقم دینے کی ذمہ داری لی ہے۔

سائنسی اور صنعتی تحقیقات

ممالک محروسہ میں جو خام اشیاء دستیاب ہوتی ہیں ان کی فراہمی اور استعمال کے امکانات کی چھان بین کرنے کے لئے حکومت سرکار عالی نے ایک سائنٹیفک اور صنعتی تحقیقاتی بورڈ قائم کیا ہے۔ اس بورڈ نے مندرجہ ذیل عنوانات سے متعلق ماہروں کی کمیٹیاں قائم کی ہیں: دواسازی، ایندھن، جنگل کی پیداوار کا استعمال، ریشہ دار اشیاء کی مصنوعات، بھاری کیمیاوی مرکبات اور صنعتی خمیرہ وغیرہ۔ بورڈ حکومت ہند کے سائنٹیفک تحقیقاتی بورڈ کے ساتھ مل جل کر کام کر رہا ہے تاکہ غیر ضروری طور پر کوئی کام دوہرا نہ ہو جائے۔

تحقیقاتی کمیٹیوں کے کام

بورڈ نے آٹھ تحقیقاتی کمیٹیاں قائم کی ہیں جنہوں نے کام شروع کر دیا ہے۔ سبزیوں کے تیل کے استعمال سے متعلق تحقیقات کرنے والی کمیٹی نے سبزیوں کے تیل سے گلیسرین تیار کرنے کی ایک ترکیب معلوم کی ہے۔ ریاست میں جو خشک اور نیم خشک ہونے والے تیل حاصل ہو سکتے ہیں ان سے موم جامہ تیار کرنے کے تجربات مکمل کر لئے گئے ہیں اور اب اس کی تیاری کو تجارتی پیمانہ تک پہونچانے کے مسئلہ پر غور کیا جا رہا ہے۔ السی کے تیل سے فرش پر بچھانے کا کپڑا تیار کرنے کے تجربات سے ہمت افزا نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ کرپے کی تیاری کے ان تجربات میں کارک کے بجائے لکڑی کا برادہ اور گھانس یا پیال کے تنکے استعمال کئے گئے۔ اس کے علاوہ سبزیوں کو ایندھن کے طور پر استعمال کرنے اور اسے داخلی احتراق کے انجنوں میں چکنانے والے مادے کے طور پر استعمال کرنے کے تجربات بھی خاصے کامیاب ہوئے ہیں۔

صنعتی تخمیر سے متعلق چھان بین کرنے والی کمیٹی نے مقامی طور پر بنائی ہوئی ویسلین سے پٹیاں تیار کرنے کے تجربات کئے ہیں اور دواؤں کی تیاری سے متعلق تحقیقات کرنے والی کمیٹی نے کیمیاوی طور پر تیار کئے جانے والے مرکبات کے بنانے میں مدد دینے والے اجزا کی تیاری کے امکانات کا پتہ چلایا ہے۔ انجنوں کو چکنانے والے تیلوں کی سخت ضرورت کی بنا پر اینٹی ایسڈ اور ایلفا نفتھلامین اور ایلفا نیپتھال کی تیاری شروع کی گئی اور یہ چیزیں اب خاصی مقداروں میں تیار کی جا رہی ہیں۔

ایندھن سے متعلق تحقیقات کرنے والی کمیٹی نے معمولی قسم کے کوئلے کو کم تپش پر کاربن بنانے کے جو تجربے کئے تھے انہیں پورا کر لیا گیا۔ جنگل کی پیداوار کو کام میں لانے سے متعلق چھان بین کرنے والی کمیٹی نے سبزیوں سے تیار ہونے والے رنگوں اور چار کول کی تیاری کے لئے گیس بنانے والی مشینوں کی تیاری چھوٹے پیمانے پر شروع کی۔ کوزہ گری کے کاموں سے متعلق کمیٹی نے چینی کی ڈھلنے والی اینٹوں اور چکنی مٹی سے بننے والے جلاد سخت مرکبات کی نیم تجارتی پیمانے پر تیاری کے تجربات کرنے کے انتظامات کئے۔

ریشہ دار اشیاء کی مصنوعات کی تحقیقات کرنے والی کمیٹی السی کے پودے کے ڈنٹھلوں، مونگ پھلی کے چھلکے کی بھوسی، جنگلی گھانس، گنے کے پھوک، دھان کے پودے کے ڈنٹھلوں اور دھان کی بھوسی اور گیہوں کے پودے کے ڈنٹھلوں سے کاغذ اور دفتی بنانے میں کامیاب ہوئی ہے۔ اس کمیٹی نے آگ بجھانے کے نمونے تیار کئے ہیں جنہیں نہ ٹوٹنے والی سلیٹ تختوں میں کامیابی کے ساتھ استعمال کیا گیا۔ سیسہ ناٹ کے تختے بھی جن کی تیاری میں آگ استعمال کی گئی ہے بنائے گئے ہیں۔

بھاری کیمیاوی مرکبات کی تیاری سے متعلق کمیٹی نے جو مختلف تجربات کئے ان میں ہڈیوں سے جلیٹن کی تیاری کے کامیاب تجربے کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ مقامی چکنی مٹی سے ایلومینا فرک حاصل کیا گیا اور ہڈی کی کھاد سے ایک خاصے پیمانے پر فاسفیٹ اور سوپر فاسفیٹ تیار کئے گئے۔

ان کمیٹیوں کے علاوہ سرکاری صنعتی معمل نے بھی تحلیلی اور تحقیقاتی کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ اس معمل میں مسالے جات سو چیزوں کی تحلیل کی جاتی ہے اور معمل نے نئی اور سرکاری تختوں کو سبزیوں کے تیل، صابن، دیاسلائی، روشنائی، ستکھ دار میں استعمال کی بعض چیزیں، ہاتھ سے بنے ہوئے کاغذ، رنگوں، وارنشوں، دھات کی پالش اور قماش کرنے کی چیزوں اور ضروری تیلوں کی تیاری میں فنی مشورہ اور مدد دی ہے۔

کارخانے

حیدرآباد کے کارخانے لڑائی کا سامان و سامان خاصی بڑی مقدار میں تیار کر رہے ہیں۔ صرف نظام اسٹیٹ ریلوے کے کارخانوں نے پچھلے چار سال میں ۲۵۰ مختلف اقسام کی آٹھ لاکھ اٹھارہ ہزار دو سو ایک چیزیں تیار کی ہیں۔ ان کارخانوں میں جس پیمانہ پر کام ہو رہا ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ سنہ ۱۹۴۱ء کے ابتدائی تین مہینوں میں لڑائی کا ساز و سامان تیار کرنے والی صرف ایک مشین شاپ کا تمام کرنے والوں نے جو وقت کام پر علیحدہ علیحدہ صرف کیا اس کا مجموعہ ایک لاکھ سات ہزار چھ سو ستر گھنٹے ہوتا ہے۔ ایک مشین شاپ پر بیرون ممالک کے فنی عملہ کام کر رہا ہے اس عملے نے خود اپنی مشینیں تعمیر کی ہیں۔ یہ درحقیقت زیادہ تر ایسی چیزیں بنا رہا ہے۔

بقیہ سلسلہ صفحہ (۹)

کانگریس لیگ اتحاد کی ضرورت

از

پورن چند جوشی

ہندوستان کا ہر محب وطن بڑی بے چینی سے گاندھی جناح ملاقات کا انتظار کر رہا ہے۔ کیونکہ اس ملاقات سے جو سیاسی جمود کے خلاف قومی تحریک ایک نیا پہلو اختیار کریگی۔

جس دن یہ ملاقات ہونے والی تھی اس سے ایک دن پہلے وائسرائے نے گاندھی ویول خط و کتابت چھاپ دی۔ ہندوستانی اخباروں کے نامہ نگار دہلی سے برابر خبریں بھیج رہے تھے کہ سرکاری حلقے گاندھی جناح ملاقات کے بارے میں کوئی امید افزا رائے نہیں رکھتے۔ برطانیہ کے بعض رجعت پرست اخباروں کے نمائندے بھی دہلی سے اپنے اخبار کو تار بھیج رہے تھے کہ گاندھی جناح ملاقات کا ناکام ہونا لازمی ہے۔ ویول کے جواب سے برطانوی حکومت کی مرضی صاف معلوم ہو گئی لیکن ویول کا یہ وار خالی گیا۔

ویول نے گاندھی جی کی تعمیری تجویزوں کو رد کر کے ساری خط و کتابت چھاپ دی تاکہ گاندھی جناح ملاقات ناکام ہو جائے۔ ویول یہ سمجھتا تھا کہ اگر گاندھی جی کو صاف صاف بتا دیا جائے کہ کانگریس اور مسلم لیگ میں سمجھوتہ ہو جانے پر بھی برطانوی سامراج ہندوستان میں قومی حکومت یا قومی حکومت کی روادار نہ ہوگی تو پھر گاندھی جی پاکستان کو نہ مانیں گے۔ مسلم لیگ کے بارے میں ویول کا خیال تھا کہ اگر لیگ کو معلوم ہو جائے کہ حکومت لڑائی کے زمانے میں کوئی آئینی تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو وہ کانگریس سے مل کر متحدہ محاذ بنانے پر آمادہ نہ ہوگی۔

گاندھی جی اور مسٹر جناح اس یقین کے ساتھ ایک دوسرے کے قریب آئے ہیں کہ سامراجی جمود ہندوستان کی آپس کی پھوٹ کے باعث قائم ہے۔ کیا ہمارے محترم اس کے چیلنج کا جواب نہ دیں گے! ملاقات کے وقت دونوں کے سامنے سب سے بڑا سوال یہی ہوگا۔ اگر وہ کامیاب ہو گئے تو جاگرتی [?] ان کی محنت ٹھکانے لگی۔ اگر وہ ناکام ہوئے تو پھر سیاسی جمود توڑنے کا آخری موقعہ بھی ہاتھ سے جاتا رہیگا۔

کانگریس اور لیگ دونوں میں اب بھی بعض کمزور دل والے پائے جاتے ہیں۔ ابھی تک بعض کانگریسی اپنے ہندو سبھائی تعصب پر یہ کہہ کر پردہ ڈالتے ہیں کہ جب برطانوی حکومت سیاسی اختیارات سونپنے ہی کے لئے تیار نہیں تو پھر مسلم راضی [?] سے کیا فائدہ۔ مسلم لیگ کے بعض خان بہادر اور نواب سرکاری عتاب کے خوف سے یہ کہہ کر پردہ ڈالتے ہیں کہ جب وائسرائے نے صاف کہہ دیا ہے کہ وہ کسی کی نہ سنیں گے تو پھر کانگریس کے قریب جانے اور حکومت سے خواہ مخواہ کا جھگڑا مول لینے سے کیا حاصل۔ ایسا نا امید آدمی کانگریس اور لیگ کی اکثریت کی آواز نہیں ہے لیکن پھر بھی آواز تو ہے جو کانگریس اور لیگ کے اتحاد کی راہ میں حائل ہوتی ہے۔

ایک اچھے کانگریسی کی خوبی یہ ہے کہ اس کی حب الوطنی سامراجی استبداد کی آگ میں تپ چکی ہے اور انگریز اسے خرید نہیں سکتا لیکن لیگ کے خلاف شبہات نے اس کے بارے میں کتنی غلط فہمیاں پیدا کر دی ہیں۔ کانگریس کا غالب رجحان یہ ہے کہ اگر لیگ جنگ آزادی میں شریک ہو تو پھر پاکستان دے دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن عام کانگریسی کو یہ ڈر لگا ہوا ہے کہ جناح صاحب گاندھی جی سے پاکستان منوانے کی کوشش تو کریں گے لیکن سیاسی جمود کے خلاف متحدہ محاذ بنانے سے گریز کریں گے۔

ایک اچھے لیگی کی خوبی یہ ہے کہ اس میں انصاف پسندی کا زبردست جذبہ کام کر رہا ہے اور وہ اس بات پر تلا ہوا ہے کہ آزاد ہندوستان میں جو آزاد پاکستان بنے اس میں ہندوؤں کا غلبہ نہ ہو لیکن کانگریس کے خلاف اس کے شبہات نے کتنی غلط فہمیاں پیدا کر دی ہیں۔ لیگ میں غالب رجحان یہ ہے کہ اگر کانگریس پاکستان کو مان لے اور لیگ کو اس کا اطمینان ہو جائے کہ آزاد ہندوستان میں مسلمان اپنے وطن میں آزاد رہیں گے تو پھر کانگریس کے ساتھ متحدہ محاذ بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ لیگی ڈرتا ہے کہ کہیں کانگریس مسلم لیگ کو متحدہ محاذ میں گھسیٹ لانے کے بعد اس میں پھوٹ نہ ڈال دے اور آزاد ہندوستان کے بننے سے پہلے ہی لیگ کو ہضم نہ کر جائے۔

اگر گاندھی جی اور مسٹر جناح نے ملاقات کے وقت شبہات کی بنا پر گفتگو کی تو نتیجہ معلوم ہے۔ لیکن یہ پیش قیاسی نہ صحیح ہے نہ مناسب۔ یہاں اس کا ذکر کرنے سے ہمارا مقصد صرف ان دشواریوں پر روشنی ڈالنا تھا جو سمجھوتے کی راہ میں حائل ہو سکتی ہیں۔

کانگریس کی نفسیاتی روایت یہ رہی ہے کہ ملک میں صرف دو جماعتیں ہیں برطانوی حکومت اور کانگریس۔ کانگریس ہندوستانیوں کی سب سے نمائندہ جماعت ہے کیونکہ جنگ آزادی میں وہی سب سے آگے رہی ہے۔ دوسری جماعتیں صرف اسی حد تک قومی جماعتیں کہی جا سکتی ہیں جس حد تک وہ کانگریس کے ساتھ ہوں۔ اس کے برعکس مسلم لیگ کا یہ خیال رہا ہے کہ اگر مسلمانوں نے اپنے آپ کو علیحدہ منظم نہ کر لیا اور اپنی الگ تحریک نہ چلاتے رہے تو کانگریس کی اس جدوجہد کا نتیجہ ہندو راج کی شکل میں نکلے گا۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ دونوں جماعتوں کا نقطہ نظر صحیح نہیں ہے۔ یہ سچ ہے کہ برطانوی اقتدار کے خلاف ہم سب ایک ہیں، اور کانگریس ہماری سب سے بڑی قومی جماعت ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ ہندوستان کے قومی محاذ پر کئی جماعتیں موجود ہیں اور ان میں اختلافات بھی ہیں لیکن سب سے بڑا سچ تو یہ ہے کہ جب تک ملک کی دو سب سے بڑی قومی جماعتیں کانگریس اور لیگ متحد نہ ہوں گی تیسری جماعت یعنی برطانوی سامراج ہم پر حکومت کرتی رہے گی۔

اگر گاندھی جی نے صرف کانگریس کی شاندار روایات ہی کا تعصب و خرافات [?] کی اور لیگی مطالبات کی انصاف پسندی کی قدر نہ کی تو ہندوستان کی جنگ آزادی تکمیل کو نہ پہنچے گی۔ اگر جناح صاحب لیگ کے انصاف پسند مطالبات ہی کی رٹ لگاتے رہے اور انھوں نے یہ غور نہیں کیا کہ ملک میں تین جماعتیں ہیں اور پاکستان کے لئے کانگریس سے سمجھوتہ ضروری ہے تو پاکستان کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔ لہذا گاندھی جی کو چاہئے کہ ہندوستانی آزادی کی خاطر پاکستان کو جائز حق غیر مشروط طور سے مان لیں۔ اور جناح صاحب کو چاہئے کہ پاکستان کی خاطر کانگریس کے ساتھ مشترکہ عمل کو غیر مشروط طور پر قبول کریں۔ اگر گاندھی جی اور مسٹر جناح نے مل کر چالیس کروڑ ہندوستانیوں کی روح آزادی کو بیدار کر دیا تو پھر ویول اپنے اختیارات خصوصی ہرگز استعمال نہ کر سکے گا۔ ویول نے دھمکی دی ہے کہ لڑائی کے زمانے میں کوئی حکومت نہیں بنے گی۔ ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ ویول نہیں کرے گا بلکہ گاندھی جی اور مسٹر جناح کریں گے۔ ہندوستان کی تاریخ ویول نہیں بلکہ گاندھی اور جناح مرتب کریں گے۔

وائسرائے کا کام ہندوستانی تاریخ کی رفتار کو روکنا ہے۔ ہمارے قومی رہنماؤں کا کام اس رفتار کو اور تیز کرنا ہے۔

گاندھی جناح ملاقات

بمبئی ۔۔ ستمبر۔ مہاتما گاندھی اور مسٹر جناح کی ملاقات بروز شنبہ ۔۔ مسٹر جناح کی قیامگاہ پر ہوگی۔ مونٹ پلیزنٹ روڈ کے سامنے راستوں پر سخت نگرانی رکھی جائے گی۔ صرف صحافت نویسوں کو مسٹر جناح کی قیامگاہ کے کمپاؤنڈ میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ فلم لینے والوں کو مسٹر گاندھی کی آمد فلمانے کی اجازت ہوگی۔ لیکن مسٹر جناح نے حقیقی مباحثہ کو فلمانے سے متعلق درخواست کو مسترد کر دیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ گفتگو کے بارے میں صحافت کے حوالے اس وقت کوئی رپورٹ نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ کوئی قطعی صورت اختیار کرے اور قائدین مشترکہ بیان دے سکیں گے اس دن میں صحافت کے نام ایک بیان جاری کیا جائے گا جس میں مباحثہ کے دوران میں کسی قسم کی الجھن سے احتراز کرنے کی خواہش کی جائے گی۔ متعلقہ مسائل پر گفت و شنید کے لئے غالبا ایک سے زیادہ ملاقاتیں ہوں گی۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

علامہ مشرقی نے خاکسار تحریک کو اسی زمانہ میں اور کچھ ایسے ہی ڈھنگ سے مرتب کیا جس طرح یورپ میں نازی ازم اور نازی پارٹی نے جنم لیا تھا۔ دونوں کو ساتھی فلسفے کا کام کرنے کے طور طریقے اور بنیادی مقصد ملتے جلتے ہیں۔ دونوں کے پس پشت وہ فتنہ پرور اور جمہور دشمن طاقتیں رہیں جو عوام میں پھوٹ ڈال کر ان کی جمہوری تنظیم کو ملیامیٹ کرنا چاہتی ہیں۔ فاسسٹ لیڈروں کے پروگرام بدلتے رہے ہیں مگر بنیادی حکمت عملی نہیں بدلتی ....

علامہ صاحب نے خاکساروں کی فوجی تربیت اور وردی حتیٰ کہ تحریک کا نشانات (بیلچہ) سب کچھ جرمن تحریک سے لیا البتہ جب علامہ صاحب نے اس نظام فکر و عمل کو اسلامی جامہ پہنایا تو جمہور پسند علمائے اسلام بگڑ بیٹھے چنانچہ علمائے اسلام اور علامہ صاحب میں آج بھی ٹھنی رہتی ہے۔ (قومی جنگ)

مسلمان عہدہ دار اور عبادت کے عنوان سے تحت ”مرجان“ ملت“ نے تحریر کیا ہے کہ :-

”ہر ہندو عہدہ دار مندر میں جاتا اور پوجا پاٹ کرتا ہے اور ہر مسلمان عہدہ دار مسجد میں جاتا اور ارکان اسلام کی پابندی کرتا ہے۔“

ہم نے اس کی وجہ دریافت کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ جب سے ایک اشتہار ”اب کے بھی دن بہار کے یونہی گزر گئے“ کے عنوان سے ”رہبران ملت“ کے صفحات پر شائع ہو رہا ہے عہدہ دار اور غیر عہدہ دار بہار کے دن اچھے گزارنے میں مصروف ہیں۔ پھر عبادت کی فرصت کہاں؟ مگر معاصر محترم نے نہیں بتلایا کہ یہ اشتہار بازی بھی مسجد میں جا کر اور ارکان اسلام کی پابندی کرتے ہیں؟“

ہمارے یہاں بہت سے جاگیردار ایسے ہیں جن کے چہروں پر دولت کی چمک نہیں بلکہ افلاس و خمول کا طمع پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ اپنے لباس کی وجہ سے خوش حال سمجھے جاتے ہیں لیکن حقیقتہً ان کی ضروریات زندگی کا پورا ہونا ساہوکار کی مہربانی پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر جاگیردار کانفرنس نے اپنے طبقہ کی ان افسوسناک کمزوریوں کو دور کر دیا اور جاگیرداروں کی معاشی بنیادیں مستحکم ہو گئیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس کانفرنس کے وجود کا مقصد پورا ہو گیا۔ (صبح دکن)

تو گویا ہمارے جاگیرداروں کا اصل مسئلہ ساہوکار کے پنجہ سے نجات حاصل کرنا ہے۔ مگر کیا بات ہے کہ کاشتکاروں کو ساہوکاروں کے چنگل سے بچانے کے لئے مجالس اصلاح قرضہ قائم کی گئیں اور ایسی کوئی تدبیر جاگیرداروں کے لئے سوچی نہیں گئی!

اگر غیر سرکاری عناصر کی موجودگی کے باوجود کاشتکاروں پر (پٹیل پٹواریوں کی طرف سے) ظلم ہو رہا ہے تو آندھرا کانفرنس کا فرض ظاہر ہے یہی ہو سکتا ہے کہ وہ پٹیل پٹواریوں کی خدمات کو غیر ضروری قرار دینے کی مہم شروع کرے اور ہمارے یہاں کے نظام وطنداری کو برخاست کرنے کی تحریک پیش کرے۔ آندھرا کانفرنس نے یہ اقدام کیوں نہیں کیا ایک جداگانہ سوال ہے۔ (نگلت)

بات بالکل صاف ہے۔ وطنداروں، زمینداروں، پٹے داروں، اور ساہوکاروں کی مخالفت بائیں بازو کے کامریڈوں کے پروگرام میں شامل نہیں ہے۔ کامریڈ نارائن ریڈی صدر آندھرا کانفرنس کے کمیونزم کے اغراض کے لئے اس قدر کافی ہے کہ نظام جاگیرداری برخاست کر دیا جائے۔

ایک نیوز ایجنسی کی اطلاع ہے کہ :-

”سلطان بازار کی ایک دوکان پر چھاپہ غلہ کا ذخیرہ پوشیدہ طور پر رکھا ہوا تھا پولیس نے اس پر دھاوا کیا۔ دھاوے میں پولیس کو سیکلوں کا بہت سامان جو خلاف قانون جمع کیا گیا تھا۔“

اس سے پہلے سلطان بازار کی ایک دوکان سے چالیس ہزار لیب برآمد کئے گئے جو کسی ذخیرہ باز نے چھپا رکھے تھے۔ معلوم نہیں یہ سلطان بازار ہے یا چور بازار!

اور یہ عجیب بات ہے کہ یہ بازار بہت سے سیاسی لیڈروں کا مسکن بھی ہے۔

نظام گزٹ میں ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ عامل بلدیہ اور صحت افسر نہایت سرگرمی کے ساتھ شہر کی صفائی میں حصہ لے رہے ہیں۔ علاوہ اب ایسی صفائی کا انتظام نہایت قابل تعریف ہے۔ چند روز قبل اسی نوعیت کا ایک مراسلہ عامل بلدیہ کی تعریف میں ایک معاصر نے شائع کیا تھا اور ایک دوسرے معاصر نے اس کی تعبیر کی تھی :-

”خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ“

قارئین براہ کرم اس معمہ کو سمجھنے کی کوشش نہ فرمائیں۔

معاصر ”شیر دکن“ نے یہ خبر شائع کی ہے کہ :-

حیدرآباد کے رقبہ زیر انتظام (سکندرآباد و بلارم وغیرہ) میں انکم ٹیکس اور محصول زائد منافع سے متعلق حال ہی میں جو اعلان شائع ہوا ہے اس سے سکندرآباد میں ہلچل پیدا ہو گئی ہے۔ غور طلب مسئلہ یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ آیا شاہانہ و تاج کو رقبہ زیر انتظام میں اس طرح محصول عائد کرنے کا اختیار حاصل ہے؟

اس موضوع سے متعلق ”ترجمان ملت“ کے سکوت پر اگر کسی کو اعتراض ہو تو اس کو ملحد اور بے دین سمجھنا چاہئے۔

پاپائے روم نے ایک نشری تقریر میں دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ :-

”خون اور آنسوؤں سے دنیا وحشت زدہ ہو چکی ہے۔ جنگ کے خاتمہ پر یہ توقع کی جاتی ہے کہ انسانیت اور اس کی حالت میں قابل لحاظ اصلاح ہو گی۔ تمام قوموں کو امن اور خوش حالی نصیب ہو گی۔“

جس انسان سے پاپائے روم نے یہ توقع ظاہر کی ہے اس کی نسبت اقبال مرحوم نے کہا تھا :-

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

کراچی کا ایک اخبار شکایت کرتا ہے کہ ایک مقامی کالج میں طلبا پروفیسروں کے لکچروں پر زیادہ توجہ نہیں کرتے بلکہ ان کی نظریں طالبات پر ہی رہتی ہیں۔ اس طرح بنا سنور کر کلاس میں آ کر طالبات کو کچھا پروفیسر بھی متاثر ہو جاتے ہیں کیا لڑکیوں کے لئے مناسب ہے؟ (ٹائمز آف انڈیا)

کہاں ہیں ترقی پسند مصنفین؟ افسانہ نگاری کے لئے کتنا اچھا موضوع ہے۔

یورپ میں انقلاب اور بغاوت کے آثار

اتحادی فوجیں پورب پچھم اور دکھن سے نازی جرمنی کے آخری قلعے یعنی جرمنی کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ لڑائی آخری منزل پر قدم رکھ رہی ہے۔ پیرس کی آزادی کے بعد اتحادی فوجیں دریائے سین کو عبور کر چکی ہیں اور دریائے مارنے کے پاس اسی مقام پر لڑ رہی ہیں جہاں ۱۹۱۴ء کی لڑائی لڑی گئی تھی۔ جنوبی فرانس میں مارسیلز اور طولوں اور دوسری کو آزاد کرا لیا گیا ہے اور روزانہ دو چار شہروں کی آزادی کی خبریں آتی ہیں۔ نازی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب شمالی فرانس میں مورچہ قائم کریں گے اس لئے وہ اپنی بچی کچھی فوجوں کو وہیں بلا رہے ہیں اور جم کر لڑنے سے پرہیز کر رہے ہیں۔ رومانیہ کے مورچے کا بھی یہی حال ہے۔ وہاں بھی جرمن کمانڈر بس اسی فکر میں ہیں کہ جس طرح ممکن ہو اپنی فوجوں کو رومانیہ سے نکال لائیں۔ روسی فوجیں جنرل مالی نوسکی اور جنرل ٹال بوخین کی کمان میں جرمنوں کا پیچھا کر رہی ہیں۔ مالی نوسکی کی دوسری یوکرین فوج ہنگری کی سرحد تک پہنچ گئی ہے۔ ٹال بوخین کی فوج جنوب میں کانسٹانزا کو آزاد کرانے کے بعد رومانیہ کے دارالسلطنت بخارسٹ اور بلغاریہ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ بخارسٹ کے پاس پلوئستی کے تیل کے چشمے ہیں۔ ان دونوں وہی لڑائی ہو رہی ہے رومانیہ کے تیل کے چشموں پر اب روسیوں کی فوجوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ اس طرح ہٹلر رومانیہ کے تیل سے محروم کر دیا گیا ہے۔ روسی فوجوں نے اس علاقے میں ایک لاکھ جرمن سپاہی گرفتار کئے ہیں۔ یہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ جرمن کمان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے ہیں۔ رومانیہ کی فوجیں بھی اب اپنے وطن کو نازیوں سے آزاد کرانے میں لگی ہیں چنانچہ انھوں نے بخارسٹ کو آزاد کرا لیا ہے اور ۵ ہزار سے زیادہ نازی قیدی پکڑے ہیں۔

گو رومانیہ اور فرانس میں نازی فوجیں بھاگ رہی ہیں تاکہ لڑائی کا مورچہ چھوٹا ہو جائے لیکن پولینڈ اور مشرقی جرمن کے مورچہ پر وہ ڈٹ کر لڑ رہی ہیں۔ وہ جانتی ہیں کہ اس مورچے پر پسپائی کے بعد نازی جرمنی کی خیر نہیں۔ پھر کوئی طاقت سرخ فوج کو برلن تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اخبار ہندوستان ٹائمز دہلی کا نامہ نگار لندن لکھتا ہے کہ مشرقی محاذ جنگ ابھی تک لڑائی کا سب سے فیصلہ کن محاذ ہے۔ وہاں کی جنگ دوسرے مقامات پر اتحادیوں کے سوا تمام دیگر اقدام سے بھی زیادہ اہم ہے۔

اتحادیوں کی فتوحات نے نازیوں کو لرزہ براندام کر دیا ہے اور ان میں پست ہمتی پھیل رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ملک کے عوام میں بغاوت کے آثار پیدا ہو رہے ہیں چنانچہ ۲۸ اگست کو برلن ریڈیو نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جرمنی کے بعض حلقوں میں شبہات پیدا ہو رہے ہیں اور انھیں شکست کا ڈر ستانے لگا ہے لیکن ایسے لوگوں کو ہم نیست و نابود کر دیں گے۔ لیکن دھمکیوں سے ڈرنے کے دن گذر گئے اب تو یورپ کے گوشے گوشے سے بغاوت اور انقلاب کی آوازیں آ رہی ہیں۔ رومانیہ نے انٹونسکو کا تختہ الٹ دیا اور اب وہاں لبرل پارٹی، ڈیموکریٹک پارٹی، کسان پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی کی ملی جلی فاشسٹ دشمن وزارت بن گئی ہے۔ بلغاریہ بھی عنقریب رومانیہ کی طرح نازیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے والا ہے۔ ۲۶ اگست کو بلغاریہ سے خبر آئی کہ وہاں سے نازی سپاہیوں کا اخراج شروع ہو گیا ہے۔ بلغاری فوجیں جو مارشل ٹیٹو کی خلاف لڑ رہی تھیں واپس بلائی گئی ہیں۔ حکومت بلغاریہ نے اتحادیوں سے صلح کی شرائط مانگی ہیں۔ اب کہ سرخ فوجیں گلاٹز کے مقام سے بلغاریہ کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ بلغاری قوم کو نازیوں کا تختہ الٹنے میں سہولت ہوگی۔

ہنگری میں بھی ہٹلر کے دوست جنرل ہارتھی بہت گھبرائے ہوئے ہیں۔ ۲۹ اگست کو ہنگری کے روپوش ریڈیو نے ہنگری کی فوجوں سے اپیل کی ہے کہ وہ نازیوں کے خلاف بغاوت کر دے۔ اسی دن جرمن نیوز ایجنسی نے اعلان کیا کہ ہنگری کی تمام سیاسی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا ہے۔ حکومت ہنگری کے اس اعلان پر فوراً عمل ہوگا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نازیوں کو رومانیہ کی طرح ہنگری میں بھی سیاسی جماعتوں کی طرف سے خطرہ ہے کہ مبادا وہ ہارتھی کا تختہ الٹ کر ملی جلی وزارت بنائیں اور نازیوں کے خلاف لڑنے لگیں۔ سرخ فوج ہنگری کی سرحد تک پہنچ گئی ہے۔ اس لئے نازیوں کا اندیشہ اور بڑھ گیا ہے کیونکہ رومانیہ میں بھی اسی وقت بغاوت ہوئی جب سرخ فوج رومانیہ میں داخل ہو گئی۔

ہٹلر کے چھوٹے دوست ایک ایک کرکے ختم ہو رہے ہیں۔ اٹلی گیا، فرانس گیا، رومانیہ گیا، اب بلغاریہ اور ہنگری کی باری ہے۔ لیکن اس سیاسی تغیر کی اہمیت کیا ہے بعض حلقے کہتے ہیں کہ ان ملکوں میں حکومت کے بدلنے سے فرق کیا ہوا۔ پہلے یہ حکومتیں ہٹلر کو سلام کرتی تھیں اب اتحادیوں کا گیت گانے لگیں گی۔ لیکن واقعات بتلاتے ہیں کہ ان ملکوں سے ہٹلر کے نام لیوا اٹھ گئے ہیں، وہاں جمہوریت کو فروغ ہو رہا ہے، عوامی طاقت برسر اقتدار آ رہی ہے، مثال کے لئے اٹلی کو لیجئے اب وہاں شہنشاہیت برائے نام باقی ہے ۲۱ ... بلکہ اس کے بجائے اٹلی کی جمہوری جماعتوں کی حکومت قائم ہے برطانیہ اور امریکہ کے سامراجی تمام کوششیں کرنے کے باوجود بدولیوں کو برسر اقتدار نہ رکھ سکے اور وہاں قومی حکومت بن ہی گئی۔ اسی طرح انھیں فرانس میں جنرل ڈیگال کے بجائے جنرل ڈیگال کی آزاد فرانسیسی کمیٹی کو ماننا پڑا۔ اور پیرس کی حکومت ان کے سپرد کرنی پڑی۔ یوگوسلاویہ میں بھی امداد مہیا کرنے کے بجائے مارشل ٹیٹو کی قوت ماننی پڑی ان ملکوں میں ہٹلر کی شکست سے معنی رجعت پسندوں کی شکست کے ہیں۔ وہاں اب جمہوری عناصر برسر اقتدار آ رہے ہیں۔ جو رجعت پسند عناصر ہندوستان کے بعض حلقے اس تبدیلی کو اس انقلاب کو نہیں دیکھتے جو یورپ میں ہو رہا ہے ان کی بڑی دشواری یہ ہے کہ وہ دنیا کی ہر چیز کو ساکت اور ٹھہری ہوئی سمجھتے ہیں رومانیہ میں انقلاب ہو جائے، اٹلی میں مسولینی کا تختہ الٹ جائے، پیرس کے باشندے نازیوں کو اپنے شہر سے نکال دیں، یوگوسلاویہ میں سامراجی طاقتیں بھی ٹیٹو کو ماننے پر مجبور ہو جائیں لیکن انھیں ۱۹۴۳ء کے یورپ اور ۱۹۴۴ء کے یورپ میں کوئی فرق نظر نہیں آتا تو نہیں سمجھتے کہ ہٹلر کے زوال کے ساتھ پرانا یورپ بھی مر رہا ہے۔ اور ایک نیا یورپ ابھر رہا ہے۔ جس پر سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی حکومت نہ ہوگی بلکہ یورپ کے محنت پیشہ عوام کا راج ہوگا۔

سوڈان مصر کو واپس کر دیا جائے

قاہرہ۔ ۷۔ ستمبر۔ سوڈان کے مصر کو واپسی کا مطالبہ شدت کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ حزب مخالف کے ترجمان نے یہ بات کہی کہ اب وقت آگیا ہے کہ مصر کو یہ علاقہ واپس کر دیا جائے۔ قوم پرستوں کے ساتھ وفدی جماعت بھی اس مطالبہ میں شریک ہو گئی ہے۔ سب سے عجیب و غریب چیز یہ ہے کہ حزب الاتحاد کے بعض اخباروں نے بھی اس نعرہ کا لگانا شروع کر دیا ہے جس سے یہ متعدد مطالبہ پیش ہو گئے۔ ان تمام کا کہنا یہی ہے کہ دریائے نیل کے پانی کے استعمال اور اس پر نگرانی کا کامل حق ہے۔

مصر سوڈان سے بہت کچھ استفادہ کر سکتا ہے۔ مصر کی نئی صنعتوں اور بڑھتے ہوئے ایک منافع خیز بازار کے لئے سوڈان خام پیداوار کا ایک نہایت عمدہ ذریعہ ہے۔ عربی پریس اس خیال پر پوری طرح متفق ہے۔ مصر کے اشتراکی سوڈان میں مصریوں کی زیادہ آبادی کے سوال کا مناسب حل سوڈان میں ہجرت کرنے کو سمجھتے ہیں۔

چنانچہ مصری نوجوانوں کو سوڈان جا کر بسنے کی ترغیب دینے کی ایک تحریک بھی شروع ہو چکی ہے۔ ۱۹۲۲ء ... موجودہ مصری حکومت کے سوال کو آزادی کے اعلان کے چار مخصوص سوالات کے ساتھ ساتھ التوا میں چھوڑ دیا گیا تھا۔

۱۹۳۶ء کے مصر اور برطانیہ کے معاہدہ میں بھی اس سوال کو آئندہ کی گفت و شنید پر ملتوی کر دیا گیا تھا۔

۱۹۲۴ء میں سوڈان کے سردار لی اسٹیک کے قتل کے بعد مصری فوجیں سوڈان سے واپس چلی آئی تھیں۔

تنگبھدرا پراجکٹ کی تفصیلات

حیدرآباد - ۲۸ - ستمبر جیسا کہ پہلے اعلان کیا جاچکا ہے ضرورت آبپاشی اور حصول برقابی کے لئے دریائے تنگبھدرا کا پانی تقسیم کرنے سے متعلق حکومت مدراس اور حکومت سرکارعالی کے درمیان ایک معاہدہ ہوگیا ہے چنانچہ اب اس اسکیم کو جلد روبہ عمل لایا جاسکے گا۔ اس معاہدہ کے مطابق ہر ایک فریق پانی کی جو مقدار استعمال کرسکتا اس کا تخمینہ (۶۵۰۰۰) ملین کیوبک فیٹ کیا گیا ہے۔

اس پراجکٹ کی وجہ سے پندرہ لاکھ ایکڑ سے زیادہ اراضی سیراب ہوگی۔ ممالک محروسہ میں ضلع رائچور کے تعلقہ جات گنگاوتی، سندھنور، مانوی، رائچور، گدوال اور عالم پور سے لئے آبپاشی کا انتظام ہوجائے گا۔

اس ضمن میں جو تجاویز پیش کی گئی ہیں ان میں نیشکر اور میووں کی کاشت کے لئے وسیع رقبہ کو سیراب کرنے کا انتظام بھی شامل ہے اور توقع ہے کہ اس علاقہ میں جو میوے اور ترکاریاں کاشت کی جائیں گی وہ باشندگان ممالک محروسہ سرکارعالی کی بیشتر ضروریات کے لئے کافی ہوں گی۔

ضلع رائچور میں زیادہ تر کالی مٹی والا علاقہ شامل ہے جو کپاس کی کاشت اور زرخیزی کے لئے مشہور ہے اس لئے توقع ہے کہ کپاس اور دوسری اشیاء کی کاشت کو ترقی دی جاسکے گی۔ تجربات سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ اگر آبپاشی کا باقاعدہ اور معقول انتظام کیا جائے تو کپاس کی مقدار پیداوار میں موجودہ صورت حال کے مقابلہ میں پانچ تا چھ گن اضافہ کیا جاسکے گا۔ اس علاقے کے لئے کپاس کی جو قسم خاص طور پر موزوں ہے وہ اپریل کے وسط میں کاشت کی جاتی ہے اور اکتوبر کے وسط میں فصل تیار ہوجاتی ہے۔ اس پراجکٹ کی وجہ سے ضلع رائچور کو اتنا بڑا حصہ فائدہ اٹھاسکے گا جہاں گیہوں، جوار اور باجرا جیسی فصل ہائے ربیع کی کاشت ہوتی ہے تعلقہ رائچور اور منتان گدوال میں لال مٹی والی زمین کا بھی ایک بڑا قطعہ ہے جسے وسیع پیمانہ پر چاول کی کاشت کے لئے کارآمد بنایا جاسکے گا۔

دیہی علاقوں کی ترقی میں مویشیوں کو بھی نمایاں اہمیت حاصل ہے چنانچہ اس اسکیم میں چارہ کی کاشت اور چراگاہوں کے لئے پانی مہیا کرنے کا بھی مناسب انتظام کیا گیا ہے۔ ایندھن فراہم کرنے کے لئے جنگلوں کے واسطے پانی مہیا کرنے کی ضرورت کو بھی نظرانداز نہیں کیا گیا۔

مزید برآں اس اسکیم میں وسیع پیمانہ پر سستی برقابی کا حصول بھی شامل ہے جو شکر سازی، کھاد کی تیاری، کپاس کی صفائی، پارچہ بافی، سمنٹ سازی اور ٹین کے ڈبوں نیز اشیاء کی تیاری جیسی صنعتوں کو ترقی دینے کے لئے

کی جائے گی۔ سستی برقی قوت مہیا ہوجانے کی وجہ سے یہ بھی ممکن ہے کہ مٹی میں سونے کی کانوں کی ......

کھدائی کا کام پھر شروع کردیا جائے۔ کثیر مقدار میں سستی برقی قوت کی دستیابی کی وجہ سے نہ صرف ممالک محروسہ کی صنعتی ترقی کو تقویت پہنچے گی بلکہ خود اس اسکیم کی مالی حالت بھی مستحکم ہوجائے گی۔

اس اسکیم کی فنی تفصیلات حکومت مدراس اور حکومت سرکارعالی کے محکمہ جات تعمیرات عامہ کے زیرغور ہیں اور امید ہے کہ چھ سات مہینے میں یہ کام مکمل ہوجائے گا۔ اور جب ان تفصیلات پر دونوں فریق باہم متفق ہوجائیں گے تو اس پراجکٹ کی تعمیر کا کام شروع کردیا جائے گا۔ (اے پ)

ہندوستان سے متعلق روزولٹ کے نام فلپس کا پہلا مکتوب

ایشیا کو مطمئن کرنے کا طریقہ

نیویارک - ۳۰ - ستمبر - مسٹر ولیم فلپس کا پہلا مکتوب جس کا تذکرہ مجلس ایوان نمایندگان میں نمایندہ کانولس ڈی جانسن کی پیش کردہ قرارداد میں آیا ہے اور جس کو نیویارک کے جریدہ "امریکن" نے شائع کیا ہے "اس میں لکھا ہے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ ہندوستان برما اور جاپان کے خلاف ہماری آئندہ کارروائیوں کا ایک اہم مرکز ہے یہ بات انتہائی اہمیت رکھتی ہے کہ ہمارے اطراف ایک بےپروا اور مخاصم ہندوستان نہیں بلکہ ایک ہمدرد ہندوستان ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جاپان کے خلاف انصرام میں ہم کو اعلیٰ ذمہ داری لینی پڑے گی۔ اس کی کوئی شہادت نہیں ہے کہ برطانوی برائے نام امداد سے کچھ زیادہ دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ فی الوقت ہندوستانی باشندے مختلف وجوہ کی بنا پر صرف قانونی مفہوم میں برسرجنگ ہیں۔ برطانی حکومت نے ہندوستانی مقننہ کے ہندوستانی قائدین سے رسمًا مشورہ کئے بغیر ہی ہندوستان کے جنگ میں شامل ہونے کا اعلان کردیا۔ ہندوستانی محسوس کرتے ہیں کہ حکومت میں ان کی کوئی آواز نہیں ہے اور اس لئے وہ انصرام جنگ کی ذمہ داری نہیں رکھتے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے لئے وہ لڑیں کیونکہ انھیں یقین ہے کہ متحدہ اقوام کے معلنہ مقاصد جنگ کا ان پر اطلاق نہیں ہوتا۔ واقعہ یہ ہے کہ برطانی وزیراعظم نے کہا تھا کہ منشور اوقیانوس کی دفعات کا ہندوستان پر اطلاق نہیں ہوتا اور اس نے یہ غیرقدرتی امر نہیں ہے کہ ہندوستانی قائدین

یہ سوچنے لگے ہیں کہ آیا یہ منشور سفید فام نسلوں کے فائدے کے لئے بنایا گیا ہے موجودہ ہندوستانی فوج خالصتًا کرایہ کی ہے۔ جنرل اسٹلول نے اس صورت حال پر خصوصًا ہندوستانی افسروں کی خراب اخلاقی حالت پر تردد کا اظہار کیا ہے جنگ کی نسبت عوام کا رویہ اس سے بدتر ہے۔ سستی، بےپروائی اور ملکی قحط کے حالات بڑھتے ہوئے مصارف زندگی اور سیاسی تعطل کے مسلسل نتیجے کے طور پر بڑھ گئی ہے۔

"گو ہندوستان مختلف جماعتوں اور گروہوں میں سیاسی اعتبار سے بٹا ہوا ہے لیکن سب کا مقصد مشترک ہے ــــ برطانوی تسلط سے بالآخر آزادی اور خودمختاری کی اس نہایت غیراطمینان بخش صورت حال کا حل ہم بدقسمتی سے لیکن ایسا ہم محدود طور پر الجھ گئے ہیں صرف ایک علاج معلوم ہوتا ہے اور وہ جنگ کی نسبت باشندگان ہند کے رویہ کی تبدیلی یعنی ان کو یہ محسوس کرانا کہ ہم چاہتے ہیں کہ متحدہ اقوام کے لئے وہ ذمہ داری قبول کریں اور ہم اس میں ان کو سہولتیں دینے کے لئے تیار ہیں اور یہ کہ ہندوستان کی آزاد دنیا کی تعمیر جدید میں حصہ لیگی۔

"سیاسی حالات اس خصوص میں کسی اصلاح کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر برطانوی بہترنا کام ہوجائیں تو بھی وقت آگیا ہے۔ وہ حالات کی اصلاح کی کوشش کریں اور ہندوستانی باشندوں میں یہ اعتماد دوبارہ پیدا کریں کہ مستقبل میں ان کو خودمختاری دی جائے گی۔ الفاظ بے سود ہیں ــ ان سے تو صورت حال اور خراب ہوجاتی ہے برطانویوں کے لئے عمل کا وقت آگیا ہے۔ وہ ایک باضابطہ اعلان سے ایسا کرسکتے ہیں کہ ہندوستان کو جنگ کے بعد ایک معینہ تاریخ کو خودمختاری مل جائے گی اور اس خصوص میں نیک نیتی کی ضمانت کے طور پر ایک عارضی نمائندہ اتحادی حکومت مرکز میں قائم کی جائے اور اس کو محدود اختیارات منتقل کئے جائیں۔ جناب صدر! میرا شدید احساس ہے کہ ہندوستان میں ہمارے فوجی موقف کے مدنظر ان امور میں ہماری شنوائی ہونی چاہئے۔ برطانویوں کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اس سے ہم کو سروکار نہیں۔ غالبًا صرف ہم جاپان کے خلاف لڑائی میں بڑا حصہ لیں گے۔ اگر ہم کچھ نہ کریں اور محض اس برطانوی نقطۂ نظر کو قبول کرلیں کہ ہندوستان کے معاملات سے ہم کو سروکار نہیں تو پھر ہمیں ہندوستان کی داخلی صورت حال میں مختلف نازک نتائج و عواقب کے لئے تیار رہنا چاہئے جو کروڑوں محکوم باشندوں کی مایوسی، معیشت اور مخالف سفید فام جذبات سے پیدا ہوسکتے ہیں۔

باشندگان ایشیا ــــ اور دوسرے سیاسی اور فوجی ناظرین میری رائے کی تائید کرتے ہیں ــــ اس جنگ کو نا مسلطی اور سامراجی دول کی جنگ تصور کرتے ہیں ہندوستان کو برطانیہ کے ایک نمایاں اشارہ کرنے سے ناپسندیدہ سیاسی فضا بدل جائے گی۔ تب خود ہندوستان سے زیادہ قطعی طور پر توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ جاپان کے خلاف ہماری سعی جنگ کی تائید کرے گا۔ تب ہمیں کو جو برطانوی امریکی بلاک کو بدگمانی اور بےاعتمادی

بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۹

یورپ میں توازن قوت قائم کرنے کی کوشش

(بقیہ سلسلہ صفحہ (اول))

سیاسی اقدام نظر آتے ہیں کیونکہ ویٹیکن علانیہ طور پر لادین بالشویت کا مخالف ہے۔ اگرچہ روس نے عبادت کی آزادی دے دی ہے اور اگرچہ ویٹیکن سوویٹ حکومت کو تسلیم کرتا ہے تاہم پوپ کے لئے ایک ایسی مملکت سے سیاسی تعلقات قائم کرنا دشوار ہے جو سرکاری طور پر خدا کے وجود سے انکار کرتی ہے۔ اسٹالن نے یہ قدم اس لئے اٹھایا کہ وہ غیر مذہبی ممالک جن سے یورپ متاثر ہو سکتا تھا ریشہ دوانیاں کر رہے ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ حالیہ مہینوں میں پولینڈ، یوگوسلاویہ، اسٹونیہ وغیرہ میں روس کا اثر بہت بڑھ گیا ہے۔ ان ممالک میں باشندوں کی اکثریت کیتھولک ہے اور اسٹالن ایک دانشمند مدبر کی حیثیت سے محسوس کرتا ہے کہ یہاں کیونزم کی اشاعت پر پوپ کو اعتراض ہوگا۔ اسٹالن کا فوری مقصد یہ ہے کہ ان ممالک کے باشندوں کا اشتراک عمل حاصل کیا جائے اور اس مقصد کے لئے سوویٹ ویٹیکن میثاق راستہ صاف کر سکتا ہے۔ اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سوویٹ کا اثر یورپ میں بہت کامیاب رہا۔ اٹلی میں بھی جس کو برطانیہ اور امریکہ کی کوششوں سے نجات حاصل ہوئی کیمونسٹ پارٹی نے کامیابی حاصل کی اور جدید اطالوی حکومت نے اپنی کابینہ میں ایک کیمونسٹ وزیر کو شریک کیا۔

اگرچہ ماسکو کا اعلان آزاد شدہ ممالک کی آزادی کی ضمانت دیتا ہے لیکن روس نے گرد و پیش کے ممالک میں سوویٹ کا اثر بڑھا دیا اور بعض لوگوں کو یہ محسوس کرنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اگر یورپ پر نہیں تو کم از کم بلقان اور بالٹک اور وسطی یورپ کے بعض حصے بالواسطہ طور پر روس کے زیر اثر آ جائیں گے۔ خود اپنے مفاد اور نیز یورپ کے آئندہ امن کی خاطر متحدین روس کو اس امر کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ایسے اثر کو اس قدر بڑھائے جو اس کی حاجت اور حفاظت کے اغراض سے متجاوز ہو۔

یورپ میں ہمیشہ جنگ اس وجہ ہوتی رہی ہے کہ یورپین ممالک اپنے ہمسایہ ممالک پر اپنا اثر و اقتدار قائم کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے یورپ میں توازن قوت قائم کرنے کی ضرورت پیدا ہوئی۔ تاریخ نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ اس توازن کو الٹنے کا نتیجہ ہمیشہ جنگ کی صورت میں نمودار ہوا ہے۔ یورپین ممالک کے مابین توازن قائم رکھنا انگلستان کا فرض اور پالیسی رہی ہے اور اس کام کے لئے انگلستان موزوں ثابت ہوا ہے کیونکہ وہ یورپ کی سرزمین سے علیحدہ ہے اور اس کا جغرافی موقع و محل ایسا ہے۔ صدیوں سے انگلستان یورپ کے کسی علاقہ پر قبضہ اور تسلط کی تمنا نہیں کر سکتا کیونکہ یہ نامکمن اور غیر فطری بات ہے لیکن کسی قوی یا یورپین ملک کی یہ حالت نہیں۔ یورپین ممالک میں ہمیشہ تصادم اس لئے ہوتا رہا ہے کہ وہ اپنی سرحدوں کو وسیع کرنا چاہتے تھے۔ یورپ میں امن اسی وقت قائم رہ سکتا ہے جبکہ یہاں دو مساوی قوت کی سلطنتیں موجود ہوں اور انگلستان ان دونوں کے مابین صلح کار کی حیثیت سے رہے۔ یورپ میں اگر صرف ایک ہی ملک کا اثر ہو تو وہ بلاشبہ یورپ پر مسلط رہے گا اور انگلستان کو زیر اثر کر دے گا۔ یورپ کا اصل مسئلہ یہی ہے۔ کیا موجودہ جنگ اس مسئلہ کو حل کر دے گی؟

جرمنی کا قلع قمع ہونے کے بعد بجز روس کے کوئی ایسا ملک یورپ میں نہ ہوگا جس کو درجہ اول کی فوجی طاقت کہا جا سکے۔ فرانس اور اٹلی کو صف اول میں آنے کے لئے ایک عرصہ درکار ہے۔ دوسرے ممالک بہت چھوٹے ہیں اور ان کے مختلف سیاسی مسلک کی وجہ سے ان میں ایک یونین کا قیام تقریباً ناممکن ہے۔

اسی وجہ سے پوپ کی اپیل اہمیت رکھتی ہے اس کی یہ تعبیر کرنی چاہئے کہ اس کا مقصد نازیت کو بچانا ہے۔ اس کے برعکس تجویز یہ ہے کہ یورپ کے آئندہ امن کے لئے ایک منصفانہ صلح ضروری ہے۔ جرمنی میں ہٹلر اور نازیوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے لیکن جرمنی کے مستقبل کا تعین ایک ایسی بنیاد پر ہونا چاہئے جو یورپ کے لئے دیرپا امن کی ضامن ہو۔ جرمنی کے ٹکڑے کرنے سے جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں یورپ میں آئندہ مخاصمت کا سامان تیار ہوگا کیونکہ قیام امن کی ذمہ داری کسی ایک ملک کے سپرد کرنی پڑے گی۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ مجوزہ تحت یورپ کی حفاظت کی ذمہ داری روس، برطانیہ اور امریکہ کے تفویض ہے۔

اس کے علاوہ پوپ کی اپیل جرمنی سے بھی ہے کہ متحدین اور روس کی فوجیں جرمنی میں داخل ہونے سے قبل ہی وہ ہار مان لے۔ اس کا بہت امکان ہے کہ اگر روسی فوجیں جرمنی میں داخل ہو جائیں تو وہ جرمنی میں کیمونسٹ اثرات قائم کئے بغیر واپس نہ ہوں گی۔ اس لئے اس کا امکان ہے کہ جرمنی پر متحدین اور روس کے قبضہ ہونے کے بعد یورپ کے نظم و امن سے متعلق بہت سے مسائل پیدا ہوں۔ مسٹر ایڈن کے بیان کے مطابق متحدین کا موجودہ منصوبہ جرمنی کے اندر داخل ہونا ہے۔ مگر متحدین کا کام ہٹلر کا قلع قمع کر کے محض جنگ جیتنا نہیں ہے بلکہ یورپ میں آئندہ امن بھی قائم کرنا ہے۔ (اورینٹ پریس)

دوران جنگ میں حیدرآباد کی صنعتی کوششیں

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۴))

جن کی تیاری میں اعلیٰ مہارت کی ضرورت ہوتی ہے جا بجا اور دو کروڑ چھپے مارچ ۱۹۴۳ء سے ختم تک چار مختلف چیزیں تیار کیں ایک ارب چوراسی کروڑ بیالیس لاکھ ترسٹھ ہزار پانچ سو چھیاسٹھ کی تعداد میں تیار کئے گئے۔

فنی کام کرنے والوں کی بھرتی

ستمبر ۱۹۴۰ء میں فنی عملہ کو مامور کرنے کا ایک بورڈ قائم کیا گیا۔ اس بورڈ کے قیام کا مقصد لڑائی کی صنعتی کوششوں کی رفتار تیز کرنے کے لئے ایسے امیدواروں کو بھرتی کرنا ہے جنہیں فنی ماہرین کی حیثیت سے ترتیب دی جا سکے اور جنہیں مقامی صنعتوں میں بھی جذب کیا جا سکے۔ یہ بورڈ اب تک (۲۲۰۳) امیدواروں کا انتخاب کر کے انہیں ترتیب دے چکا ہے۔ اضلاع سے آنے والے امیدواروں کی سہولت کے لئے بورڈ نے تین اقامت خانے بھی قائم کئے ہیں جن میں مجموعی طور پر چار سو لوگوں کے رہنے کا انتظام ہے۔

ہندوستانی فوج نے اور ہوائی طاقت کے لئے جو ماہرین فن اور میکانک درکار ہیں انہیں تربیت دینے اور لڑائی کے ساز و سامان کی بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے کے لئے جن مزید ماہرین فن کی ضرورت ہے ان کی فراہمی کے لئے فنی تربیت کا ایک مرکز قائم کیا گیا ہے۔ اس میں پورہ جو امیدوار زیر ترتیب رہتے ہیں ان کا اوسط گیارہ سو رہا ہے۔ اس مرکز سے پندرہ سو امیدوار اب تک ترتیب پا چکے ہیں اور مختلف حیثیتوں سے کام کر رہے ہیں۔ ہندوستانی فوج کے لئے ڈرائیور میکانکوں کی ترتیب کا ایک اسکول بھی موجود ہے۔ جس کے ذریعہ ساڑھے چار ہزار ڈرائیور میکانک تربیت پا کر فوج میں شریک ہو چکے ہیں ہندوستانی فوج کی فوجی گاڑیوں کی اسکیم کے تحت بھرتی ہونے والوں کی تربیت کے لئے خانگی مالکان موٹر سے ۲۰۴ گاڑیاں خریدی جا چکی ہیں۔ تازہ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً سات ہزار امیدواروں کو تربیت دی جا چکی ہے۔

ہندستان سے متعلق روزولٹ کے نام فلپس کا پہلا مکتوب

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۱))

کی نظر سے دیکھتا ہے یقین دلایا جا سکتا ہے کہ ہم واقعی ایک بہتر دنیا کے لئے لڑ رہے ہیں۔ تب جاپانیوں کے مقبوضہ علاقوں کے باشندے پر امید طور پر محسوس کر سکتے ہیں کہ وہ اپنے پرانے آقاؤں کے پاس واپس جانے سے کچھ بہتر چیز کی آس رکھ سکتے ہیں۔ جناب صدر ایسے اشارے نہ صرف مابعد جنگ میں جنرل اخلاقی حالت کو زبردست نفسیاتی قوت بخشیں گے احساس دلائیں گے کہ ہماری فوجی کارروائیوں میں آسانیاں پیدا کر دیں گے بلکہ تمام باشندوں کو خود اپنے اور برطانوی باشندوں کو بھی — قطعی ثبوت بہم پہنچا دیں گے کہ یہ جنگ اقتداری سیاسیات کی جنگ نہیں بلکہ مانے ہوئے اصولوں کی جنگ ہے۔ (رائٹر)

اتحاد عرب اور اس کے مسائل

ستمبر میں اتحاد عرب کی جو کانفرنس اسکندریہ میں منعقد ہونے والی ہے اس کی کامیابی کے متعلق مشرق وسطیٰ کے عرب حلقوں میں شک و شبہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ قومی لیڈروں کے الجھے ہوئے بیانات اور وفاق کی ہیئت کے متعلق ان کے اختلافات کی وجہ سے شکوک پیدا ہو گئے ہیں۔

ماہرین کا خیال ہے کہ وہ ایسی نمایاں مشکلات درپیش ہیں جن کی وجہ سے اس کانفرنس کو اتنی کامیابی نہیں حاصل ہو سکے گی جتنی کہ اس کے بانی نحاس پاشا چاہتے ہیں۔ ایک فلسطین والوں کی عدم شرکت ہے اور اسلامی حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ اس طرح دنیائے عرب کا اہم ترین مسئلہ بحث سے خارج ہو جائے گا۔ دوسری دشواری عظیم تر شام کے تصور کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے یہ تصور بالکل اچانک ظاہر ہوا ہے اور اس کے متعلق بغداد سے لے کر قاہرہ تک مختلف اور متضاد خیالات پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ صرف دو نمایندے ایسے ہیں جو یقینی طور پر اس گفتگو میں حصہ لیں گے یعنی نحاس پاشا اور نوری سعید ہیں اور اتحاد عرب کے مسئلہ پر ان دونوں کے خیالات ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔

فلسطین کا معاملہ

سلطان ابن سعود کے نمایندے شیخ یوسف یسین پچھلے دنوں بذریعہ ہوائی جہاز بار بار نحاس پاشا سے مشورہ کرنے کے لئے قاہرہ آتے رہے ہیں اس گفتگو پر ابھی تک راز کا پردہ پڑا ہوا ہے لیکن اس بات کا اعلان ذمہ دارانہ طور پر کیا جا چکا ہے کہ شیخ یوسف نے مصری حکومت کو حجاز کی سعودی سلطان کے اس نظریہ سے آگاہ کر دیا ہے کہ اتحاد عرب کی آپس کی گفتگو میں شرکت اس وقت بے معنی ہے جب تک فلسطین کا مسئلہ طے نہ کر دیا جائے۔

القدس میں عرب لیگ کے آئندہ انعقاد کے پروگرام کی اشاعت سے جسے نوری سعید وزیر اعظم کی تصنیف کہا جاتا ہے ایک سنسنی پھیل گئی ہے اور کہا جا رہا ہے کہ عراق بحیرہ روم کے بندرگاہ حاصل کرنے کا متمنی ہے دوسری طرف عرب حکومت فلسطین سے امریکہ کی دلچسپی کو چھپا کر اپنی جمہوریت پسند اور حریت پسند دونوں جماعتوں کے انتخابی پروگرام میں یہودیوں کے لئے قومی وطن کے حصول کے وعدے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس قدر نفرت دیکھتی ہیں۔

عظیم تر شام کا تصور

نوری سعید عظیم تر شام کے منصوبے کے بانی مشہور ہیں پچھلی گرمیوں میں انھوں نے القدس میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ قبل اس کے کہ وفاق عرب کے متعلق غور کیا جا سکے ایک متحدہ شام کی تشکیل ضروری ہے۔ بعد کو قاہرہ میں اسی نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ فلسطین کی مملکت سے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ شامی وحدت کا ایک جزو ہے۔ ایک ایسا اتحاد شام (یا یمین) یقینی طور سے تشکیل پا جائے گا جس میں فلسطین، شام، شرق اردن اور لبنان شامل ہوں گے مصر کا رویہ

مصری وزیر اعظم مصطفیٰ نحاس پاشا کا رویہ یہ ہے کہ مصر کسی حالت پر سامراجی منصوبہ خاص باب کی تجویز نہیں کرتا۔ پاشا ان کے خیال میں مصر کا مفاد صاحب میں ہے کہ وہ تمام عرب ملکوں کو حقیقی امداد دے اور اس بات کا پندوبست کرے کہ اتحاد کی سب وحدتیں ایک دوسرے کی اس طرح کی مدد کریں کہ اس سے کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

لبنان اور شام والے بہت دنوں پہلے ہی صاف صاف کہہ چکے ہیں کہ وہ اتحاد عرب کی تحریک میں اس حد تک اشتراک عمل کرنے کو تیار ہیں کہ ان کی مکمل آزادی پر کوئی آنچ نہ آنے پائے۔

ان الجھے ہوئے حالات میں اگر کانفرنس منعقد کی گئی تو اس میں سیاسی مسائل پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکے گا البتہ اس بات کا امکان زیادہ ہے کہ اسکندریہ میں جمع ہونے والے مندوبین معاشی، ایاتی اور تمدنی مسائل پر کوئی محدود مفاہمت کر لیں۔

فی الوقت ایک فلسطین کو چھوڑ کر جہاں تعلق کا دور دورہ ہے باقی تمام ایسے ممالک جو اسکندریہ کی کانفرنس میں شرکت کریں گے جنگ سے مرتب خاتمہ کے پیش نظر بعد از جنگ مسائل سے نمٹنے میں مصروف ہیں اور اپنی بعد از جنگ ترقی اور مغربی طاقتوں کے ساتھ اپنے تعلقات کے منصوبے مرتب کر رہے ہیں۔

فلسطین کی تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ وہاں کے ایک عرب قائد شیخ احمد یلدغنی تمام عرب جماعتوں کو متحد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں — "مفاہمت کا وقت آ گیا ہے اگر قوم متحد ہو جائے اور خلوص کے ساتھ کام کرے تو اندھیری رات کے بعد روشن صبح نمودار ہو جائے گی"۔

مسلم لیگ کی مجلس منصوبہ بندی کا اجلاس

نواب علی نواز جنگ بہادر کی صدارتی تقریر

نئی دہلی۔ ۲۰ ستمبر۔ کل ہند مسلم لیگ کی مجلس منصوبہ بندی کا پہلا اجلاس کل اینگلو عربک کالج میں نواب علی نواز جنگ بہادر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ نواب صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ کچھ عرصے سے قوم کے تعمیری مسائل سے متعلقہ میدان عمل میں کچھ زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں اور فی الحقیقت تعمیری مسائل کی جانب فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے نواب صاحب نے کہا کہ باضابطہ انتظام کو کل چھ مہینے کے ہے ساری کی ساری سازوسامان اور وغیرہ کی قوت ہمارے یہاں موجود ہے مگر ہم بجا طور پر ان سے استفادہ حاصل نہیں کر رہے ہیں اور اسی بدنظمی کے سبب ملک تکلیف میں مبتلا ہے جنگ کی لائی ہوئی تباہیاں سب کو تعمیر نو کی دعوت دے رہی ہیں اور مسلم لیگ نے بھی اس منصوبے کے لئے ایک مجلس تشکیل دی ہے۔ ہندوستان اور خصوصاً پاکستانی علاقوں کا تفصیلی طور پر جائزہ لینا اس کمیٹی کا سب سے اہم فریضہ ہے اور اسی کے ذریعہ مسلمان تجارتی، زرعی اور صنعتی میدان میں ترقی کی راہ پر گامزن ہوں گے اور اس طرح تعلیم یافتہ جنگ کا جو عظیم الشان میدان ہے اس میں وہ مصروف ہوں گے ساتھ ہم دوش ہو کر آگے بڑھنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ نواب صاحب نے اراکین مجلس کو ہدایت کی کہ وہ مزید کسی تاخیر کے اپنا کام شروع کر دیں۔ آپ نے بتلایا کہ منصوبہ بندی و فنی کارسازی کا کام نہایت وسیع ہے اور زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے اور اہم ترین مسائل میں مسئلہ اغذیہ اور اس کی پیداوار میں اضافہ کا مسئلہ، اس کے بعد بحری، بری اور فضائی ذریعہ سے حمل و نقل کے مسئلہ کو کافی اہمیت حاصل ہے اس کے بعد صدر صاحب نے بتلایا کہ بے روزگاری کے حل اور صنعتی تعلیم کے انتظام اس کو ترقی دینے کے مسائل بھی کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ آخر میں آپ نے بتلایا کہ منصوبہ بندی و کارسازی کی مدت بارہ تا پندرہ سال ہو گی۔

۱۵ ذیلی کمیٹیاں

کئی ایک مسائل پر غور کرنے کے بعد مجلس نے پندرہ ذیلی کمیٹیاں تشکیل دیں۔ نواب علی نواز جنگ بہادر اور آپ کے "موزوں استعمال" کی ذیلی کمیٹیوں کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ نواب حسن یار جنگ بہادر صنعتی حمل و نقل کیمیائی صنعتوں، اسکیمات، کوئلہ، قوت وغیرہ کی ذیلی کمیٹیوں کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ مسٹر علی انکاریہ گھریلو صنعتوں اور انجینئرنگ اسٹرکچر تنظیم کی ذیلی کمیٹیوں کے صدر مسٹر عبد العزیز صحت عامہ صنعتی اور مسٹر احمد اصفہانی صنعت و حرفت و تجارت کمیٹیوں کے صدر ہوں گے۔

> **اہل اسلام کس طرح ترقی کر سکتے ہیں**
>
> خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوئے کہ اب اس کو چوتھی بار طبع کرانا پڑا ہے مسلمان بھائیوں کو صرف ایک کارڈ دے کر بغیر رسالہ طلب کر لینا چاہئے۔ ملنے کا پتہ: سکریٹری انجمن ترقی اسلام سکندرآباد دکن

اتحادی افواج جرمن سرحد کی طرف بڑھتی جا رہی ہیں

لندن ۔ ۱۰ ستمبر ۔ امریکی ساتویں فوج سے متعلق اطلاع آئی ہے کہ جرمن سوئزرلینڈ سرحد کے آگے انھوں نے ساٹھ میل پیش قدمی کی ہے فرانسیسی اور امریکی افواج نے بیشانسن کے شہر پر قبضہ کر لیا ہے اور ایک شہر کی طرف پیش قدمی کی ہے جو بیشانسن سے بیس میل شمال میں واقع ہے اس فوج کے بائیں جانب فرانسیسیوں نے لانس کے شہر کو آزاد کرا لیا ہے اور امریکیوں نے ایک مقام پر قبضہ کر لیا ہے جو کہ لانس سے جنوب مشرق میں چھ میل پر واقع ہے فرانسیسی ڈیجان سے صرف چالیس میل پر ہیں جہاں جرمنوں نے سونے کے شمال میں تقریباً اپنی پوری افواج ہٹالی ہیں۔ امریکی تیسری فوج پیش قدمی کرتے ہوئے انتہائی شدید مقاومت کا مقابلہ کر رہی ہے اور دریائے موزیل کے پار مقابلہ ہو رہا ہے امریکی افواج جنھوں نے دریائے نانسی اور میٹز کے درمیان عبور کر لیا ہے اب توپخانہ کی شدید آتش باری میں ہیں۔ ایک امریکی کالم نے میٹز سے اندر چالیس میل پیش قدمی کی ہے تیسری فوج مشرقی جانب پیش قدمی کر رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو سخت رکاوٹ ... کی طرف سے ... والی دستوں نے جو جرمنی کی سرحد میں گھس گئے تھے یقیناً سیگفرڈ لائن عبور کر چکے ہیں

برطانوی افواج کے متعلق اطلاع آئی ہے کہ انھوں نے بلجیم کے شہر ... پر قبضہ کر لیا ہے ابھی اس اطلاع کی توثیق نہیں ہوتی ہے، سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ برطانوی دستوں نے سینٹ عمر کے علاقہ سے ... میل کے فاصلہ پر ایک مقام پر قبضہ کر لیا ہے اس طرح برطانوی افواج ڈنکرک سے صرف پندرہ میل رہ گئی ہیں۔

جرمن بولون اور کیلے میں بے جگری سے مقاومت کر رہے ہیں۔ اتحادی افواج کی اصل پیش قدمی کرنے والی ... نے برول پر قبضہ کر لیا ہے اور شمالی جانب کے رقبے میں پیش قدمی کی ہے۔ فائنسو، کینیڈائی فوج پیچھے رہ گئی ہے تاکہ بندرگاہ سے پانچ ہزار جرمن محافظ سپاہیوں کو بے دخل کر دیا جائے۔

... بارے میں جرمن محافظ افواج نے ہتھیار ڈال دیئے دوسرے ... پر بھی اختیار کیا ہے۔ ... کینیڈائی افواج نے بندرگاہ میں ایک ... مقابلہ کے لئے مورچہ سنبھال لیا ہے ... ابھی ... جاری ہے۔

اتحادی ہوائی افواج نے ... کو دن میں ... بولون، کیلے، ڈنکرک اور ... پر حملے کئے جس میں ... محافظ افواج سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ ہتھیار ڈال دیں۔

اسی وقت اس کی بھی پوری پوری نگرانی رکھی جا رہی ہے کہ کہیں سمندر کے راستے جائے (...)

لندن، ۱۰ ستمبر بلغاریہ کی نشرگاہ نے اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ تمام جرمن فوجیں جو بلغاریہ کے علاقہ سے نکلنا چاہتی تھیں اب انہیں بے ہتھیار کر کے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یہ کارروائی جرمنی کے ساتھ برلن تعلقات منقطع ہو جانے کے بعد عمل میں لائی گئی۔

تعلقداروں کی کانفرنس کا اختتام

شاہ منزل میں غذائی مسائل پر غور

حیدرآباد۔ ۱۰ ستمبر کل شام تین روز کے اجلاس کے بعد تعلقداروں کی کانفرنس ختم ہو گئی۔ ہز ایکسلنسی سر مہدی اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی نے آخری اجلاس کی صدارت فرمائی جس میں آنریبل مسٹر گرگسن صدر المہام مال، آنریبل مسٹر غلام محمد اور آنریبل میجر جنرل نواب خسرو جنگ بہادر مسٹر الیٹ پیکے بیلر راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی مسٹر ابو الحسن سید علی مسٹر ... وینکٹ راما ریڈی مسٹر اکبر علی خان، مسٹر ... مسٹر محمود ... اور مسٹر بی۔ ایس۔ وینکٹ راؤ بھی موجود تھے۔ اس کے علاوہ صوبیدار صاحبان اور جاگیرداروں کے نمائندوں نے بھی شرکت کی، مسٹر سید فضل اللہ معتمد رسد نے پہلے دو دن کے اجلاس کی صدارت کی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ تعلقداروں نے کانفرنس میں آبی اور خریف کی فصلوں اور بارش سے متعلق تفصیلی معلومات فراہم کیں اور سب اس پر متفق تھے کہ گزشتہ چند دنوں کی بارش نے جس کے متعلق اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ تقریباً ہر جگہ ہوئی ہے۔ فصل کو بڑی حد تک بچا لیا ہے اور صورت حال اچھی ہی رہے گی کانفرنس کی نگرانی کے امکانات کو موثر بنانے کے لئے بعض تجاویز پر رکھا تاکہ دیہی قرب جات میں چور بازار کی روک تھام کی جا سکے۔

سمجھا جاتا ہے کہ کانفرنس کا یہ قطعی ... ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں کسی قسم کی غذائی اجناس کی کمی نہیں۔ بعض ... آبادی کے قریب طبقات کو چور بازار کے باعث جہاں گراں قیمتیں تھیں کافی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ ... غلہ اکٹھا کرنے کے مسئلہ پر بھی غور کیا گیا اور اہم تجاویز منظور کی گئیں۔

سمجھا جاتا ہے کہ مرکزی غذائی مشاورتی ...

مجلس کی ... اجلاس رمضان کی تعطیلات میں منعقد ہو گا جس میں تعلقداروں کی کانفرنس کی تجاویز پر بھی غور کیا جائے گا۔ اور حکومت کے فیصلہ کا اس کے بعد اعلان کیا جائے گا۔

اشتہار

بذریعہ محکمہ عدالت دیوانی منصفی تعلقہ ... مجریہ ۳ ... ۵۳ف

نمبر مقدمہ ...

منشی ... وغیرہ مدعیان بنام ... وغیرہ فریقیاں

مدعا علیہ: ... اشفاق علی عارفی

بنام ... قوم ... عمر ... سال پیشہ ... ساکن ... تعلقہ ... جاگیر

ہرگاہ بمقدمہ ... مدعیان درخواست پیش ہونے پر کہ اراضیات سروے نمبر ... واقع موضع ... تعلقہ ... کے متعلق ... جاری کیا جا چکا ہے جس کی بنا پر تمہارے نام ... ۳۰ ... نوٹس جاری کیا گیا لیکن تمہاری عدم موجودگی کے باعث تمہارے ... پر چسپاں کیا گیا لہٰذا ذریعہ اشتہار ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ۹ آبان ... بوقت ... گھنٹے دن اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر ... کرو ... حسب ... عارفی ... کیا جائے ... ضابطہ ... کی جائے گی۔ ... آج بتاریخ ... میری ... سے جاری کیا گیا۔

... ضلع ...

مجلہ طیلسانین

۱۔ مجلہ طیلسانین انجمن طیلسانین جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کا سہ ماہی رسالہ علمی و ادبی رسالہ ہے اس کا شمار حیدرآباد دکن کے معیاری رسالوں میں ہوتا ہے اس کے دو حصہ ہیں۔ ایک حصہ عام اور دوسرا حصہ معاشیات۔

۲۔ حصہ عام میں ادبیات سیاسیات عمرانیات اخلاقیات نفسیات قانونیات فلسفہ دینیات اور جمالیات پر ماہرین فن کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔

۳۔ حصہ معاشیات صرف معاشی عنوانات کے لئے وقف ہوتا ہے۔ اس میں نظری اور عملی معاشیات پر اہل قلم کے مضامین شامل ہوتے ہیں مقامی اور بیرونی مسائل حاضرہ پر بحیثیت علمی پیرایہ میں بحث کی جاتی ہے۔

۴۔ یہ رسالہ رائل سائز کے ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اعلی مضامین اور اس قدر زیادہ حجم کے باوجود اس کا سالانہ چندہ مقامی خریداروں سے پانچ روپیہ سکہ عثمانیہ اور بیرونی خریداروں سے پانچ روپیہ چار آنے سکہ انگریزی مع محصول ڈاک رکھا گیا ہے۔ قیمت فی پرچہ ۱ روپیہ ہے۔ ملنے کا پتہ:۔ دفتر مجلہ طیلسانین (انجمن طیلسانین) نمبر ۶/۲ باغ عامہ ٹیلیفون نمبر ۲۵۲۳ حیدرآباد

مسائل حاضرہ پر منتخب کتابیں

جنگ اور اغذیہ۔ از ڈاکٹر انوار اقبال قریشی ۱۵/
مسئلہ غذا اور قیمتوں پر نگرانی از رشید کریمی
جنگ اور مالیہ۔
ہندوستان کے زر پر جنگ کے اثرات
از محمد احمد خان ۸/
جنگ اور غذا کا مسئلہ۔ از شفیق الرحمن ۳/
حیدرآباد کی قیمتوں پر جنگ کے تاثرات
از نظام الدین احمد ۸/
حیدرآباد اور قیمتوں پر نگرانی۔
از محمد عبدالماجد ۳/۳
غذا اور اس کی کمی سے پیدا ہونے والی بیماریاں
(از مسز ممتاز لطیف (بی اے ڈپ ایڈ)
حکومت اور نگرانی کا مسئلہ۔ از امتیاز حسین
جنگ اور روپیہ

مکتبہ ابراہیمیہ۔ حیدرآباد دکن

ہندوستان کے بہترین ٹائیلٹ

نائیلا

نائیلا کریم، اسنو، برلین ٹائین، آمٹر ہیر آئیل، پوڈر استعمال کیجئے

سول ایجنٹ:

ریڈیو اینڈ ٹاکی ہوز

روبرو حیدرآباد اسٹیٹ بنک

مہاراجہ وجٹیل ہیر آئیل

طلائی تمغہ یافتہ

بالوں کو بڑھاتا ہے سفیدی کو روکتا ہے دماغ کو قوت آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا ہے اور فرحت بخشتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲/

بھگوان اینڈ کمپنی گلزار حوض حیدرآباد دکن

تاج محل

ہیر ڈریسنگ سیلون

لیڈیز اینڈ جنٹس

روبروئے دواخانہ ڈاکٹر کرو سکر ترپ بازار

فون نمبر ۳۲۷

خزانہ عامرہ کی موڑ پر

بنارسی مال

کا مخزن

رام بخش بجے چند (لاڈ بازار)

بیوپاریوں اور آرڈر سپلائی کرنے والا

پارچہ جات

ایف۔ ڈی۔ خان اینڈ کمپنی

محی الدین بلڈنگ حیدرآباد دکن فون نمبر ۲۶۱۲